بڑھیا کا بیڑا

(کرامت غوث الاعظم)

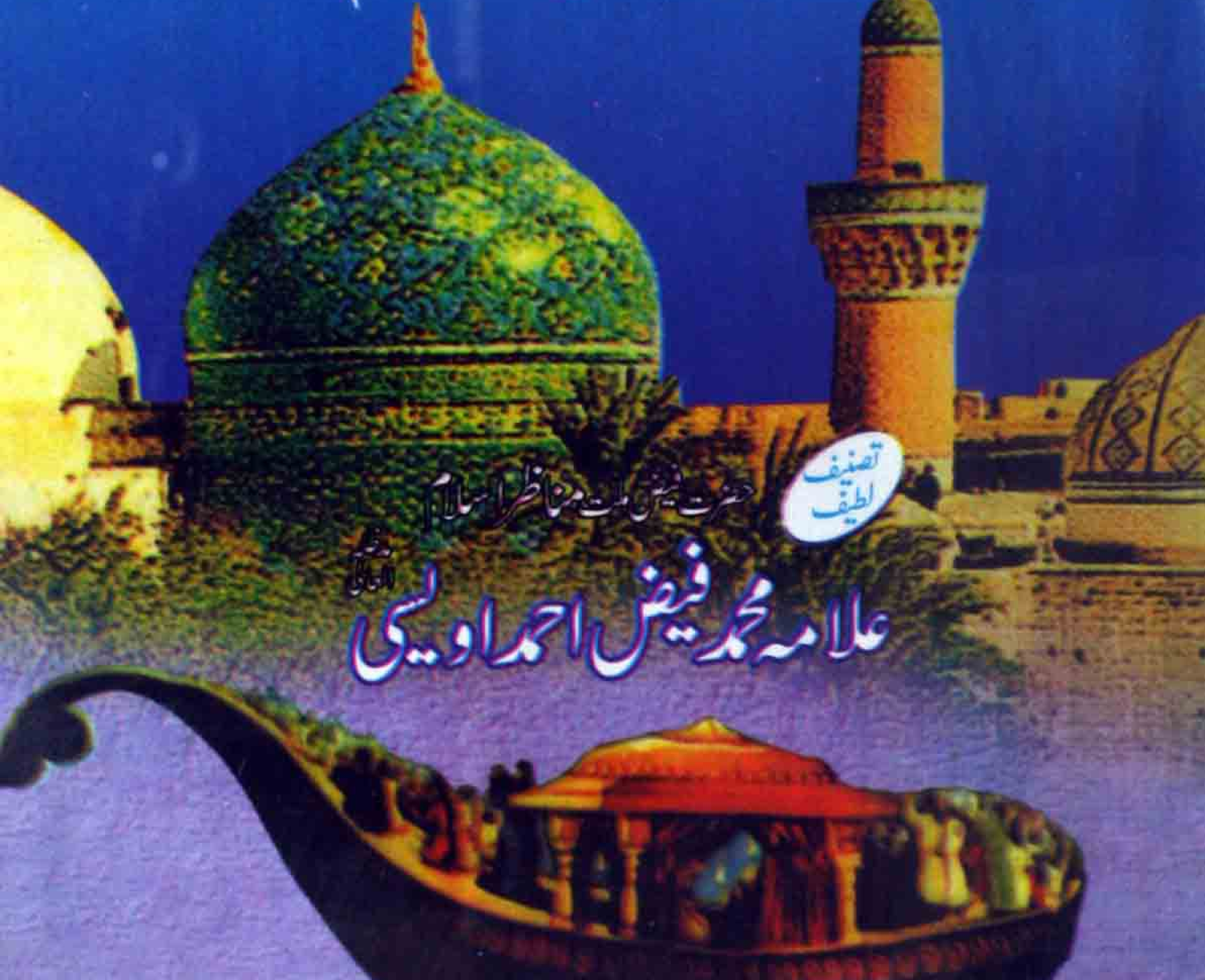

تصنیف لطیف

حضرت فیض ملت مناظر اسلام

علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام: عطاء الرسول اویسی

ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موسوم بہ

بڑھیا کا بیڑا

اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت ردیگر رسائل

﴿تصنیف﴾

شیخ القرآن والحدیث صاحب تصانیف کثیرہ فیض ملت

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

﴿باہتمام﴾

عطاء الرسول اویسی

﴿ناشر﴾

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاول پور

کمپوزنگ : محمد فیصل شہزاد رشید چغتائی

maktabah.org

دیباچہ

فقیر نے اس رسالہ کو بار اول ۸۱ ھ میں لکھ کر شائع کر لیا تو اکابر اہل سنت نے اظہار مسرت فرمایا لیکن اصاغر نے طعن فرمایا کہ اس معمولی بات پر اتنا بڑے دلائل کی ضرورت کیا تھی کاش اتنا زور کسی ذکر آرا' مسئلہ پر لگایا جاتا مجھے ان حضرات سے دکھ ہو گیا معلوم نہیں کہ مسلمانوں کی نظروں میں ہر چھوٹا مسئلہ بہت بڑا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے علم جہاد بند فرمایا اور فرمایا اگر زکوۃ میں سے ایک نکیل برابر بھی روکو گے تو بھی قتل و غارت ہو گی وہ نکیل کے لئے نہیں لڑ رہے تھے بلکہ اسلام کی قدر و منزلت کے لئے اور مخالفین کو بتا دیا کہ جسے تم معمولی سمجھ رہے ہو وہ ہماری نظروں میں اعلیٰ ہے بعینہ اسی طرح اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب معتزلہ نے نفس کرامت کا انکار کیا تو اکابر اہل سنت نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔ قرآن و حدیث سے ایسے مسکت جوابات تحریر فرمائے کہ معتزلیت آخر بے بس ہو کر غم سے ملیامیٹ ہو گئی۔

اب بھی اگرچہ اعتراض کا نام دنیا سے ناپید ہے لیکن ان کے عقائد وہابیت کے رنگ میں ابھر رہے ہیں کہ ولی کی ہر کرامت کا محاسبہ کیا جا رہا ہے اسے عقل کے گورکھ دھندوں میں پھنسایا جاتا ہے عوام بیچاروں کو قرآن و حدیث کا نام لے کر گمراہ کر دیتے ہیں فقیر نے ایسی درگاہ قادریت کی سخت توہین سمجھی کہ مشہور کرامت قرآنی معیار پر تول کے نہ دکھائے تاکہ عوام کو دھوکہ دینے والے زعم میں نہ رہیں کہ سنی فقیروں کے کشکول دلائل سے خالی ہیں آخر بفضلہ تعالیٰ ثم بکرم حبیبہ الاعلیٰ ﷺ ٹھوس دلائل سے مسئلہ کو واضح کر دیا اور کئی سالوں سے تاحال کسی منکر کو تردید کی ہمت نہیں ہوئی اور نہ ہی انشاء اللہ المولیٰ ثم انشاء حبیبہ الکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو جرات ہو سکتی ہے۔

فقط : فقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی غفر لہ

بہاولپور۔ ۶ ج ا۔ ۱۳۹۶ھ

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین محبوب سبحانی حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے بڑھیا کی آرزو پر دعا کر کے بارہ برس کا غرق شدہ بیڑا صحیح وسالم دریا سے باہر نکلوایا ۔ کیا یہ کرامت شرع کے مطابق ہے یا نہ اور یہ قصہ کسی مستند کتاب میں ہے یا ایسے ہی خوش عقیدت لوگوں کی ساخت ہے۔ بینوا توجرو۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ
الجواب ھو الموفق والملھم للحق ولصواب

تمہید

ا۔اہل سنت کا اجماع ہے کہ کرامت اولیاء حق ہیں خلافاً المعتزلہ ۔

۲۔اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ وہ کرامات جو ولی سے ظاہر ہوتی ہے وہ دراصل اسی نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے در حقیقت قدرت حق کا اظہار ہے کرامت کا منکر کرامت کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اللہ کی قدرت کا انکار کرتا ہے ثابت ہوا کہ کرامت دراصل اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہوتی ہے چنانچہ اس تقریر کا اقرار مولوی اشرف علی تھانوی نے کتاب التکشف میں اعتراف کیا ہے اس قاعدہ کے سمجھنے کے بعد منصف المزاج صحیح الدماغ ایک آن کے لئے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوگا کہ اللہ تعالی کی قدرت سے بعید ہے کہ محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا دریا سے صحیح وسالم باہر نکال دے۔

ے شرح عقائد میں ہے کرامات اولیاء حق ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں لا عبرۃ مخالفا المعتزلۃ وھو الباعۃ فی انکار العوامۃ (اویسی غفرلہ)

marfat.com

۳۔اور قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ محض اپنی بندوں کی شان بلند کرنے کے لئے وہ کام جو خود کر سکتا ہے اپنے پیارے بندوں کے ذریعہ کراتا ہے تاکہ نادان لوگوں کو پیارے بندوں کی شان معلوم ہو جائے فقیر چند واقعات کو قرآنیہ درج کرتا ہے تاکہ محبوب سبحان رضی اللہ عنہ کی کرامت کے ثبوت کے لئے توثیق وثیق ہو جائے۔

استدلال از آیات

تیسرے پارے میں سیدنا عزیر علیہ السلام کا قصہ اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر میرے مضمون کی تائید کیلئے کافی ہیں۔ سیدنا عزیر علیہ السلام جب سو سال کے بعد خواب سے بیدا ہوئے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **وانظر الی الی حمارك والنجعلك آية للناس والنظر الیٰ العاظم وكين انفشرها ثم نكسوها لحما .**

ترجمہ۔اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نے نمونہ کیا ہے لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح ان کو ابھارتے ہیں پھر ان کو پہناتے ہیں گوشت۔

اس واقعہ میں سو سال کے بعد گدھے کی بوسیدہ ہڈیاں جو اس وقت چورہ چورہ ہوئی پڑی تھیں کسی شے کو واسطہ بنائے اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کردیا چنانچہ فرمایا **كيف ننشزها الخ**

اس واقعہ کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا تاکہ کسی کو یہ تو ہم نہ رہے کہ احیاء الموتی کسی دوسرے کے ذریعہ سے کرتا ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار اپنے پیارے پیغمبر علیہ السلام کے ذریعے فرمایا چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا الہ العالمین تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے خلیل (علیہ السلام) میری قدرت پر تجھے اطمینان نہیں ہے پیارے خلیل علیہ السلام نے عرض

قال تعالیٰ و اذ قال ابراهيم رب ارنی كيف تحی الموتی قال اولم تو من قال بلی ولكن ليطمن قلبی قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل علی اكل جبل منهن جزءً ثم ادعهن يا تينك سعياً ـ الآیۃ

marfat.com

کی الٰہی ایمان تو ہے مگر اطمینان قلبی کی خاطر عرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے پیارے
اب یہ کام خود تیرے ذریعہ سے کرتا ہوں اب اس طرح کیجئے کہ چار پرندے پکڑ کر ان کو
ریزہ ریزہ کر کے پہاڑ پر رکھ دیجئے ابراہیم علیہ السلام نے ایسے ہی کیا ان کے گوشت
پوست کو ریزہ ریزہ کر کے تمام ایک جز کر کے ان کے سروں کو تو اپنے پاس رکھ لیا اور باقی
اجزاء پہاڑ پر رکھ دیئے پھر ہر ایک کا نام لے کر بلایا تو جسم اپنے سروں سے آملے اور سب کے
سب زندہ ہو گئے (تفصیل فقیر کی تفسیر اویسی میں ہے)

اقوال: اگر اللہ تعالیٰ خود بلاواسطہ زندہ فرماتا تو جیسے سیدنا عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں
گدھے کے متعلق فعل کا اسناد (ننشزھاثم نکسوھا لحماً) اپنی طرف فرمایا یہاں پر
بھی ایسے ہی فرماتے نہیں بلکہ پیارے کی شان بلند کرنے کی خاطر سیدنا ابراہیم علیہ السلام
سے فرمایا۔ثم دعھن یاتنیك سعیاً اے میرے خلیل (علیہ السلام) آپ ان کو بلائیں
آپ کے بلاوے پر آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ جب سیدنا
خلیل علیہ السلام نے ایک ایک کا نام لیا تو وہ جانور زندہ ہو کر سروں کے بغیر دوڑتے ہوئے
ابراہیم علیہ السلام کے قریب آکر اپنے سروں سے مل گئے۔

ف: واقعہ کا سباق سیاق خود بتاتا ہے کہ پرندوں کو زندگی تو خداوند قدوس نے بخشی مگر
درمیان میں واسطہ ابراہیم علیہ السلام کے بلوانے کو بنایا تھا کہ نادان
نادان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قدرت تو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے مگر شان بلند
کرنے کے لئے اظہار بندوں سے کرایا جاتا ہے۔

۲۔پارہ اول میں نبی اسرائیل کے مقتول کا قصہ بہت مشہور ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس قصہ
کے متعلق فرماتا ہے۔واذقتلتم نفساً فاداراتم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون
۔ترجمہ: اور جب کہ تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور

marfat.com

اللہ تعالیٰ نکالتا ہے جو تم چھپائے تھے

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اسرائیل میں ایک شخص بہت مالدار تھا اس کی اولاد نہ تھی صرف دو بھتیجے تھے۔ ایک رات مال کی لالچ میں انہوں نے اسے مار ڈالا اور اس کی لاش کو دو گاؤں کے درمیان ڈال دی۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان دونوں گاؤں والوں پر دعویٰ کر دیا وہ لوگ چونکہ اس فعل سے بے خبر تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ کی صحت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کی۔ حکم ہوا کہ یہ لوگ گائے ذبح کریں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ٹھٹھامت کرو صحیح واقعہ بتاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے اسی طرح کہا ہے انہوں نے کہا اچھا بتاؤ گائے کیسے ہے اس کا رنگ کیا ہے۔ کس کام کی ہے وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ نے سب تفصیل بتادی اب انہیں پتہ چلا کہ ان اوصاف کی گائے جو ایک یتیم کے پاس ہے وہ گائے یتیم سے بہت بڑی مہنگی لے کر ذبح کی جب گائے ذبح کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **فقلنا ضربوه ببعضها** ۔ یعنی پھر ہم نے کہا مارو اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا لفظ بعض سے مراد مفسرین نے زبان لی ہے بعض مفسرین کہتے ہیں سیدھی ران کا ایک ٹکڑا تھا بعض کے نزدیک کان ہے بعض کے نزدیک دم کی ہڈی ہے بہر حال اس مردہ گائے کے بعض حصہ کو مردہ آدمی سے لگایا گیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور تمام واقعہ بیان کر کے مر گیا (کذافی مظہری ص ۴ ج ۱ خازن ص ۷ ۵ صادی ص ۷ ۳ ج او غیرہا) تقریباً تمام تفاسیر میں یونہی ہے اختصاراً و تطویلاً بطریق مختلفہ و الفاظ متنوعنہ۔

اقوال: واقعہ میں تین چیزیں قابل غور ہیں (اولاً) یہ کہ جب اللہ تعالیٰ قادر قدیر ہے کن سے تمام کائنات پیدا فرما سکتا ہے اب مقتول کے زندہ فرمانے سے کونسا اشکال تھا کہ نہ تو خود زندہ فرماتا ہے اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ تم میری اجازت سے مردہ کو

marfat.com

زندہ کرلو بلکہ انہیں گائے کے ذبح کرنے پر مجبور کردیااور وہ بھی خاص قسم کی جس میں بہت بڑے لمبے شرائط ذکر فرمائے بہر حال اس طوالت میں کوئی حکمت مضمر ہے مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری ص ۴ ۴ج امیں فرماتے ہیں۔

شرط فیہ ماشرط لما جریٰ عادتہ تعالیٰ فی الدنیا بتلعیق الا شیاء بالا سباب الظاھرۃ۔

یعنی اللہ تعالی نے ابتداًاس لئے مردہ کو زندہ نہ فرمایااور اسے چند شرائط کیساتھ مشروط فرمایااس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ ہے کہ اشیاء کواسباب ظاہر سے متعلق فرمایاکرتا ہے۔

ف : انہی اسباب سے انبیاء واولیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی مدد ہے تفصیل فقیر کی تصانیف میں ہے۔

(ثانیاً) یہ کہ اپنی قدرت کا مظہر گائے کو کیوں بتایا۔ حالانکہ گائے کی بجائے اگر موسیٰ علیہ السلام کو مظہر بناتے جو اس کی قدرت کے مظہر اعلی بھی ہیں اور قوم کے نبی بھی اور قوم کو ان کے معجزے دیکھنے کی ضرورت بھی تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی قدرت کے اظہار پر دین کو فائدہ بھی تھا۔ کہ معجزہ دیکھ کر شاید بعض لوگ ایمان لے آتے اور اس کی وجہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ **و کان للہ فیہ حکمۃ وذالك انہ کان فی بنی اسرائیل رجل لہ ابن صغیر و کان لہ اعجد افی ابھا الی منیفۃ و قال اللھم انی ستودعك ھذا لعجل لانبی حتی یکبر و مات الرجل فضارت العجل فی المنیفۃ عواناً و کانت تھرب من کان راتہ** الخ۔ یعنی اس میں حکمت یہ تھی کہ نبی اسرائیل میں ایک مرد تھا نیک اور اس کا ایک چھوٹا لڑکا تھا اپنی موت کو جب قریب دیکھا۔ تو بچے کے لئے ایک بات سوجھی وہ یہ کہ اس کے گھر ایک گائے کا بچھڑا تھا اور اسے جنگل میں

marfat.com

لے جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا اللہ یہ بچھڑا تیری امان میں ہے میرے بیٹے کے لئے جب تک وہ بڑا نہ ہو یہ گائے تیرے سپرد ہے۔

چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ وہ گائے جنگل میں رہتی جس جس کو دیکھتی ڈر کے مارے بھاگ جاتی۔ الخ۔ (اخرجہ بن جریر عن ابن عباس ہو تو فا مظہری ص ۴۲ ج ۱) (ف) اس سے اولیاء اللہ کی شان کا اندازہ لگائیے۔

(ثانیاً) یہ کہ گائے کے بعض کے ساتھ لگانے سے زندہ کرنے کے کیا معنی اس کے متعلق بزرگوں نے فرمایا ہے کہ گائے سبب ظاہری بھی ہے اور ولی کے ساتھ متعلق بھی اللہ تعالیٰ اس طویل بیان سے یہ ظاہر فرمایا کہ میری قدرتوں کا اظہار میرے اولیاء کے متعلقات سے بھی ہوتا ہے دیکھئے اس گائے کا حال کہ جب اسے ولی سے نسبت ہوئی تو ہمیں اس سے ایسا پیار ہوا کہ اسے مظہر قدرت بنادیا کہ اس کے ذریعہ مردہ زندہ کردیئے۔

ان وجوہ کے بعد

نادان لوگوں سے پوچھئے کہ کیا محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گائے کی دم کی ہڈی سے بھی کم ہیں جب ولی کی گائے مردہ زندہ ہونے کا سبب بن سکتی ہے تو ولیوں کے ولی اور غوثوں کے غوث کی دعائیں مردہ زندہ کرنے کی تاثیر کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے ایک مردہ کو ایک ولی کی گائے کی ایک ہڈی سے زندہ فرمایا تو کونسا اشکال ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا سے مردہ زندہ کردے بھائیوں یہ وہ لوگ غوث اعظم کی کرامات کا انکار نہیں کررہے بلکہ اسی انکار سے دراصل قادر قدیر کی قدرت سے منکر ہو رہے ہیں ((ولکن لایشعرون)) ان واقعات قرآنیہ سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی شان کو ظاہر کرنے کے لئے اپنی قدرت بالخصوص مردوں کو زندہ کرنے کا اظہار بندوں سے کراتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم میں کسی جگہ پر کوئی ایک ایسا بیان فرمایا ہو جس میں

marfat.com

محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے قصے کے مطابق ہو اور وہاں بھی بعینہ یہی بات ہو ہاں پارہ دوم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم ترالی الذین خر جو من دیارھم و ھم الوف حذرالموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیا ھم ان اللہ لذوا فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔

یعنی اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر اس نے انہیں زندہ فرمادیا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنیوالا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ علاقہ واسطہ میں ایک بستی بنام داوروان تھی جہاں ایک بار طاؤن آیا۔ مالدار تو شہر کو چھوڑ کر جنگلوں میں بھاگ گئے غرباء وہاں رہ گئے قدرت کی شان بھاگنے والے بچ گئے اور جو نہ بھاگے اکثر ہلاک ہو گئے جب طاعون جاتا رہا وہ مالدار صحیح و سالم واپس لوٹ آئے غرباء نے کہا کہ یہ لوگ بڑے دانا تھے کہ بھاگ کر اپنی جانیں بچالیں ائندہ ہم بھی ایسا کریں گے اتفاقاً اگلے سال پھر طاؤن آگیا اب سارے شہر والے بھاگ کر کسی علاقہ میں چلے گئے بحکم خدا ایک فرشتہ نے چیخ ماری آناً فاناً سب ہلاک ہو گئے آٹھ دن تک ان کی لاشیں وہیں پڑی رہیں یہاں تک کہ پھوٹ پھوٹ کر سخت بدبو پھیلی اور آس پاس کے لوگ پریشان ہو کر ادھر آئے اور چاہا کہ انہیں دفن کر دیں مگر اتنے آدمیوں کا دفن کرنا ناممکن تھا اسی لئے انہوں نے ان مردوں کے آس پاس اونچی چار دیواری کھینچ دی تاکہ یہاں کوئی درندہ نہ پہنچے اور وہ بھی بدبو سے محفوظ رہیں یہاں تک یہ یہ لاشیں بالکل گل سڑ گئیں اور ان کی ہڈیاں بکھر گئیں۔ اتفاقاً وہاں سے حزقیل کا گذار ہوا۔ آپ نے دعا کی تو یہ تمام لوگ زندہ ہو گئے جنہیں ذوالکفل علیہ السلام کہا جاتا ہے گزرے اتنی ہڈیوں کو بکھرا ہوا دیکھا متعجب ہو کر کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ مولیٰ انہیں زندہ فرمادیجئے

وحی آئی کہ آپ انہیں پکاریئے۔ چنانچہ آپ نے پکارا اے ہڈیو! بحکم الٰہی جمع ہو جاؤ وہ تمام جمع ہو گئیں پھر آواز آئی کہ گلے سڑے جسمو! بحکم خدا تم گوشت اور کھال پہن لو آواز دینے سے ایسا ہو گیا پھر آواز دی کہ گلے سڑے جسمو! بحکم خدا تم گوشت اور کھال پہن لو آواز دینے سے ایسا ہی ہو گیا پھر آواز دی اے مردو! اب رب تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑے ہو وہ سارے سبحانك اللهم ربنالك الحمد . لااله الا انت کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر یہ لوگ کئی سال زندہ رہے مگر ان کے چہرے مردوں کے سے تھے ان سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور اولاد میں کچھ خفیف سی بو تھی (روح البیان ص ۲۵۶ ج او دیگر تفاسیر معتبرہ میں یہ واقعہ موجود ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ')

یہ واقعہ بعینہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے مطابق ہے اور اس واقعہ کو بلا انکار تمام مفسرین نقل فرمارہے ہیں۔ (اس آیت کے تحت تفسیر کبیر' تفسیر روح المعانی' بضاوی وغیرہ میں دیکھئے۔ خداوند قدوس کے پیارے نے ہڈیوں کو دیکھ کر دعا کی اور تین بار دعا کرنے سے ہزاروں کی تعداد کو عرصہ کے بعد زندہ کر دیا حزقیل علیہ السلام کے اس قصہ کو ماننے پر کسی قسم کا اشکال نہیں کیا جاتا لیکن غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں طرح طرح کے اشکال سامنے آجاتے ہیں واللہ اعلم کیوں اب نہ ماننے والے حضرات نہ مانیں ان کی مرضی مگر ہم نے تفاسیر کی تائیدیں بھی پیش کر دی ہیں علاوہ ازیں دیگر قرانی ثبوت پیش کردوں کہ قادر قدیر اس سے بڑھ کر اولیاء کرام سے اپنی قدرت کے کرشمے دکھاتا ہے۔

۴۔ سورۃ طٰہٰ پڑھیئے اور اس میں سامری کا حال دیکھئے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اب وہ نہیں ہیں تو سونے کے زیورات جلا کر گوسالہ کی صورت تیار کرلی اور اس میں سیدنا جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی اس مورت کے منہ میں ڈال دی کہ

جس کی برکت سے اس مورت سے آواز آنے لگی بنی اسرائیل اس کی پرستش میں شروع ہو گئے موسیٰ علیہ السلام واپس آکر ہارون علیہ السلام سے فرمایا یہ ساری حرکت سامری نے کی ہے موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلایا اور فرمایا۔ (فما خطبك يا سامری) اے سامری اب تیرا کیا حال ہے اس نے اپنا واقعہ بنایا کہ جب فرعون کے غرق ہونے کا وقت قریب لیا تو (بصرت بما لم يبصروابه) میں نے وہ معاملہ دیکھا جو لوگوں نے نہیں دیکھا۔ یعنی جہاں جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی قدم رکھتی وہ جگہ سبز ہو جاتی تھی (فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذ تها وكذالك سولت لى نفسى) پھر اس مٹی کو میں نے ڈال دیا اسی صورت میں جو میں نے زیورات سے تیار کی تھی اور میرے دل کو یہی بات بھلی لگی یہ واقعہ پڑھنے کے بعد نتیجہ نکالئے کہ بچھڑا زیورات سے تیار ہوا اس سے قبل اس میں روح نہیں تھی اور بچھڑے کو کسی ولی اللہ کی دعا سے زندگی نہیں مل رہی بلکہ ایک فرشتے کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی سے اور مٹی ولی اللہ نہیں ڈال رہا بلکہ دشمن دین ہے اب سوچنے کی بات ہے کہ قادر قدیر نے ایک گھوڑی کے پاؤں کی مٹی میں (کہ جسے دشمن دین نے اٹھا کر زیورات کی ایک مورت میں ڈالا ہے) یہ تاثیر فرمائی ہے کہ اس جسم بے روح میں از سر نو روح پیدا کر کے زندگی دیدی کیا اولیاء کرام جس کے متعلق حدیث شریف میں ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں (لو اقسم على الله لابره) بالخصوص غوث اعظم رضی اللہ عنہ (جو کہ تمام اولیاء کرام کے شہنشاہ ہیں اور اللہ تعالی کے وہ محبوب ہیں کہ اپنی منہ مانگی بات رب تعالی سے منواتے ہیں) سے خداوند قدوس کو (معاذاللہ) ضد ہے کہ ناز برداری نہ فرمائے اور وہ بڑھیا کے ساتھ وعدہ کر لیں کہ تیری ساری بارات واپس کراؤں گا۔ پھر اس وعدہ سے انہیں شرمسار کرائیگا۔ بلکہ ہمارا رب وہ رحیم کریم ہے کہ ہم جیسے مجرم بھی اگر دعا کے لئے خالی ہاتھ

ے اگر وہ اللہ تعالی کے سامنے قسم کھا کر کہہ دیں کہ یا اللہ یہ کام کرنا ہے تو اللہ تعالی ان کی قسم پوری کر دیتا ہے

اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندہ کے خالی ہاتھ دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے کہ اس کے خالی ہاتھ لوٹاؤں پھر ہم کہاں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کہاں جو عالی شان اور اعلیٰ نشان رکھتے ہیں اگر کوئی شخص ان کے وسیلے سے بہ توجہ تام اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے خود غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے من استغاث بی فی کربة کشفت عنه و من تاری باسمی فی شدة فرجت عنه و من توسل فی حاجة فضیت له ۔ یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے وہ تکلیف دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام پکارے وہ سختی دفع ہو اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے وہ حاجت روا ہو دیگر مقام پر فرماتے ہیں۔ (اذاسئلتم و الله فاسئلولی) یعنی جب تم اللہ سے سوال کرو تو میرے وسیلہ سے مانگو یہ مضامین باسایند صحیح غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے آئمہ دین و اکابر معتمدین روایت فرماتے ہیں ؎ انہی وجوہ کے پیش نظر کسی منصف مزاج کو انکار کی گنجائش نہیں کہ مطابق (کرامة الاولیاء حق)

محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات جو کہ دراصل قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے اس سے وہ شخص انکار کرے گا جو دراصل قادر قدیر کی قدرت میں شک کرتا ہے ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی قدرت سے نہیں ترایا بلکہ رب کی قدرت کے ماتحت دعائے مستجاب سے یہ مشکل حل فرائی اس لمبی چوڑی تمہید و توثیق کے بعد اصل واقعہ کا اثبات کا ایک مستند کتاب سے سنیئے (سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار مطبوعہ ۱۳۳۰ھ بحوالہ خلاصة القادریہ من تصنیف لطیف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ میں ہے کہ ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفریحاً دریا کی طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئی مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی

؎ پوری تفصیل آئندہ صفحات کے قصیدہ فارسی میں ہے۔

marfat.com

سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ کر چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی آپ نے رونے کا موجب خادم سے پوچھا ایک نے عرض کی کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس بوڑھی کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کی شادی خانہ آبادی بڑے احتشام اور دھوم سے ہوئی بارات دلہن کے گھر گئی عقد و نکاح سے فارغ ہو کر بارات دلہن کو ہمراہ لے کر اپنے گھر چلے درمیان میں دریا عبور کرنا تھا کشتی پر سوار ہوئے بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی اس وقت بارہ ہی سال گزرے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی بے قراری ایسے ہی غم والم میں گرفتار ہے جس وقت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ نے واقعہ سنا فرمایا بڑھیا کو میرے پاس لاؤ بوڑھیا کو حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تیری درد بھری فریاد سے میں بڑا متاثر ہوا۔

تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوادونگا یہی وعدہ فرماتے ہوئے سر سجدہ میں رکھ دیا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولیٰ اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دے کر بارات کو واپس لوٹا دے تین بار اسی طرح عجز و زاری سے التجا کی آخر مالک قدیم نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اور یکایک دریا رحمت کو جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب اور گھوڑے اونٹ وغیرہ بارات صحیح و سالم باہر نکل آئی بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی قدموں پر گر پڑی آخر اجازت لے کر شہر میں چلی۔ شہر کو کرامت کا علم ہوا کئی بت پرست مشرف باسلام ہوئے۔

اقوال : کرامت کو فی نفسہ کرامت ماننا کافی ہوتا ہے مگر بعض لوگ قلبی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اولیاء کرام کی کرامت پر معترض رہتے ہیں یہ کرامت گزشتہ دلائل کی روشنی سے صحیح معلوم ہوتی ہے مولانا برخوردار ملتانی جو دیگر مفید تصنیفات کے مصنف ہونے کے علاوہ شرح عقائد جیسی مشہور و معروف کتاب کے محشی بھی ہیں اپنی کتاب غوث اعظم ص ۲۷۷ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ میں فرماتے ہیں اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے

marfat.com

بڑے کی زبان پر ہے اور سخت مشہور ہے اس کی شہرت ہی شہرت دلیل صادق معلوم ہوتی ہے اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں کہ بعض مردہ دل اس کرامت پر کئی قسم کے خدشات پیش کرتے ہیں کہ اتنی مدت مزید کے بعد بارات کا نکلنا دور از عقل ہے بجز اس سے کہ خلائق عالم قادر حشر و نشر کے آگے یہ امر کیا مشکل ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے ایمان میں فرق آتا ہے معجزات اور کرامات کو در حقیقت فعل اللہ ماننا ہے اس کے بعد چند دلائل اسی واقعہ کی توثیق کے لئے بیان فرمائے کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں۔ ثم یردله التکربن فیکون مایحتاج الیه باذن الله ۔ یعنی بعد حصول فنا اتم جو کہ غایت احوال لبدال واقطاب ہے کبھی عارف کو تکوین کی خدمت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذان کل یا اذان سے یا ماتحتاج کو موجود کرلیتا ہے بہجۃ الاسرار میں حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا "انا حجة الله علیکم و انانائب رسول الله و وارثه فی الارض یقال لی یا عبدالقادر تکلم یسمع منك "یعنی میں زمین میں نائب ووارث سرور عالم ﷺ ہوں مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر رضی اللہ جو مانگنا ہو مانگ قبول ہوگا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب کی شرح میں مقولہ تکوین کے نیچے بایں کلمات قلم فرسائی فرمائی ہے

پستر ۔ از رسیدن بمرتبہ فناولایت ولبدالیت۔ گاہے رو کردہ میشود سپردہ ے شود بوے پیدا کردن اشیاء و تصرف دراکوان کہ عبارت از خرق عادت و کرامات است پس یافتہ میشود تمام آنچہ اختیاج کردہ میشود بسوئے بدستوری خداو قدرت وے عزوجل یعنی در حقیقت فضل حق است کر بردست ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بردست نبی۔ پھر اس

ـــ یعنی ولایت کی ڈگریوں میں جب بندہ فنائیت ولبدالیت کے مقام تک پہنچتا ہے تو اسے عالم دنیا میں خرق عادت کے طور پر تصرفات کی اجازت مرحمت ہوتی ہے جو قدرت کا ظہور ہوتا ہے جیسے معجزات انبیاء قدرت کا ظہور ہوتے ہیں ۔ ملخصا فقیر اویسی غفرلہ

marfat.com

کے آگے چل کر لکھا ہے کہ ۔ ایں سے ردد تکوین و عطاء تصرف در کائنات ثابت مذکور است بقول حق سبحانہ و تعالیٰ در بعض کتابہا وے کہ پیغمبران فرستادہ اے فرزند آدم المعنی تقول لشی کن فیکون۔

واقعہ مذکورہ کوئی ایسا مخفی نہیں کہ جسے صرف آج کل کے خوش عقیدت وابستگان دربار غوثیہ بیان کرتے ہیں بلکہ قدیم سے اس نے بہت بڑے علماء و فضلاء اور اولیاء کی قلم ولسان سے شہرت پائی چنانچہ مولانا برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح شرح عقائد کا مقولہ آپ سن چکے ہیں آپ نے لکھا ہے کہ اس کی شہرت دلیل صدق معلوم ہوتی ہے اب ایک عارف غلام محی الدین قصوری سے رحمتہ اللہ علیہ (جو کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہ کے آخری خلیفہ کے علاوہ
قطب الوقت ہونے کے علم میں بے نظیر و بے مثیل تھے) کا قصیدہ دربارہ واقعہ ہذا درج کرتا ہوں یہ قصیدہ وہ مقبول قصیدہ ہے جسے عالم نبیل مولانا حیدر اللہ خان صاحب درانی مجددی نقشبندی نے اپنی کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی میں نقل کیا اور فقیر نے مولانا برخوردار ملتانی کی کتاب غوث اعظم سے لکھا ہے۔

سے یعنی بندہ خدا کو تکوسیہ یعنی مردوں کا زندہ کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ سے عطاء ہوتا ہے۔ بقول تعالیٰ کے اس نے اپنی بعض آسمانی کتابوں میں فرمایا اے میرے بندے تو میرا ہو جا جب تو میرا ہو جائے گا تو تو جسے بھی کہے گا کن ہو جا فیکون تو وہ ہو جائیگا۔

سے مولانا غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ بڑے خدار سید بزرگ تھے تحفہ رسولیہ میں اپنے صاحبزادہ کی ولادت کی خبر قبل از وقت دی اور نام بھی تجویز کر دیا اور بڑی بڑی کرامتیں ان سے ظاہر ہوئیں۔

ان کا علمی مرتبہ وہی جانتے ہیں جو ان کے سوانح سے باخبر ہیں مختصر طور پر فقیر نے اپنی کتاب تذکرہ علماء اہلسنت میں لکھ دیا ہے۔

marfat.com

قصیدہ مع ترجمہ دربار واقعہ ہذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گویم نخستیں حمد حق		آں خالق ارض و سما
پہلے اللہ کی تعریف کرتا ہوں		کہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے
قیوم قادر مقتدر		اہل طلب را راہنما
قیوم اور قادر مقتدر ہے		طالبان حق کا رہنما ہے
زاں پس درود مصطفیٰ		گویم بصد صدق و صفا
اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر		درود عرض کرتا ہوں نہایت صدق و صفائی سے
فخر الرسل خیر الوریٰ		ہادی سبل نور الہدیٰ
آپ رسولوں کے فخر اور تمام کائنات سے افضل		اور سیدھے راہوں کے ہادی اور ہدایت کے نور ہیں
بر آل و بر اصحاب او		بر جملہ احباب او
آپ کی آل و اصحاب اور		جملہ احباب پر اور
بر داخلان باب او		گویم ز جان و دل ثناء
انکے دروازہ اقدس پر پڑے ہوں		پر درود ہو جان و دل سے اسکی تعریف کرتا ہوں
مدح جناب محی الدین		آں غوث اعظم بالیقیں
جناب محی الدین کی مدح کرتا ہوں		آپ یقیناً غوث اعظم ہیں

marfat.com

محبوب رب العالمین		تن راتوں جان رااجلا
اور اللہ تعالی کے محبوب		اور عاجزوں کا سہارات اور جان کی روشنی ہیں
دادش خدا قرب آں چندں		کس نیست یارائے بیاں
اللہ تعالی نے آپ کو ایسا قرب عطاء فرمایا ہے		کہ کسی کو بیان کرنے کی طاقت نہیں
پائے شریفش رامکان		بر گردن کل اولیاء
اس بلند مرتبہ کا قدم		ہر ولی کی گردن پر ہے
باشد کرامتہائے او		چوں معجزات مصطفیٰ
ان کی کرامتیں سرور انبیاء		ﷺ کے معجزات کی طرح بیشمار ہیں
خارج ز حد بیرون ز عد		حدش نداند جز خدا
جن کی نہ کوئی حد ہے اور نہ شمار		سوائے اللہ تعالی کے کسی کو علم نہیں
مشتے ازاں خروارہا		یکدانہ زاں انبارہا
مشتے نمونہ خروار اور		اس انبار سے ایک دانہ
سرے ازاں اسرارہا		ظاہر بسازم بر ملا
ان اسرار سے صرف ایک راز		میں بر ملا ظاہر کرتا ہوں
روزے بطور خوشدلی		آن پیشوائے ہر ولی
کہ ایک دن بطور خوشی		وہ ہر ولی کے پیشوا

marfat.com

بہر تفرج شد خلی	از طرف صحرائے فضا
سیر کی خاطر جنگل کی طرف	کھلے میدان میں نکلے
ناگہ گذشتہ سیر او	بر ساحل بحر نکو
اچانک آپ کی سیر کا گذر	ایک عجیب دریا کے کنارے پر سے ہوا
یک پیر زن شد روبرو	نالہ و گریہ ہاؤہا
کہ جس پر ایک بڑھیا روتی چلاتی	زاری کرتی ہوئی حاضر ہوئی
قدش کماں زہ از عصا	تیرش ز آہ جانگزا
اس کا قد کمان اور اس کا زہ عصا	اس کا قد آہ جانگزا تھی
اشکش رواں چوں سیلہا	لرزاں ولغزاں دست وپا
سیلاب کی طرح سے آنسو جاری تھے	اور ہاتھ پاؤں کو لرزہ تھا
پرسید پیرش از کرم	از باعث آن درد و غم
اس بوڑھی سے مہربانی فرما کر	درد و غم کا موجب پوچھا
او خواندہ حرفے پر الم	از دفتر آن ماجرا
اس نے اپنے ماجرا کے دفتر سے ایک	پر درد عرض بیان کرتے ہوئے
گفتا کہ از باغ جہان	یک داشتم سر درداں
کہا کہ باغ جہاں سے	مجھے ایک سر درداں نصیب تھا

یعنی کہ فرزند جواں	بودہ ست پیری عصا
یعنی نوجوان بیٹا	جو کہ بڑھاپے میں میرا سہارا تھا
قصر سرور اافراختہ	کردم بر آتش رابنا
ایک مکان عالیشان تیار ہوا	شاید آگ پر اس کی بنا ہوئی
گشتہ برات اوروان	باکروفر خسرواں
اب بارات روانہ ہو پڑی	شاہوں کے کروفر کی طرح
آلات شادی درمیاں	دف ودہل قرناؤنا
شادی کے اسباب کے ساتھ	دف۔ دہل۔ قرنانے وغیرہ
دادم بسے ہمراہ را	یکسر گداؤشاہ را
اس کے ساتھ بہت لوگوں کو بھیجا	جس میں بہت امیر و غریب تھے
چوں قطع کردم راہ را	آسودم از رنج وعنا
جب سفر طے ہو گیا	رنج وتکلیف دور ہوئی
آں طرف ثانی یکطرف	درہا کشادداز صدف
دوسری طرف والوں نے	صدف سے موتی کھولے
دادند سیم وزر بکف	کردند مہماں راعطا
بہت سیم وزر عنایت	ہوئے مہانوں کو

marfat.com

کردند حاضر اطعمہ	شیریں و شوریں ہمہ
طعام حاضر ہوئے	نمکین و شیریں
شاہی کباب و کورمہ شاہی کباب اور قورمہ	حلوائے چیں رومی پلاء اور چینی حلوے اور رومی پلاء
شریں برنج انبارہا	حلواؤناں خلوارہا
میٹھے چاول بہت	حلوہ پوڑی کا تو حساب ہی نہ تھا
تابندہ و فرخندہ خو	خوشبو سیر چوں نافہ جو
نہایت حسین اور مبارک عادت	بہترین خصلتوں والا
یک جلوہ دیدار او	صد درد منداں را دوا
اس کے دیدار کا ایک جلوہ	درد مندوں کی دوا تھا
جود و جمالش آیتے	حسن و سخائش غایتے
اس کی سخاوت اور جمال اللہ تعالی کی	آیت تھی اور نہایت حسین اور سخی
مشتاق اوذوایتے	محتاج او اہل بوا
مشہور لوگ اس کے مشتاق رہتے ہیں	اور پھر محتاجوں کا کیا پوچھنا
از خون و دل دادم لبن	جاں دادمش بر جان و تن
دل کے خون سے میں نے اسے دودھ دیا	اس کی جان و تن پر میں نے جان دیدی

marfat.com

فارغ نزدیکدم زدن		درخدمتش صبح و مساء
اس کی تربیت سے ایک لحظہ بھی میں فارغ نہ تھی		بلکہ اس کی خدمت میں شام و سحر حاضر باش تھی
وندان چوں شد دانہ خا		کردم زشیر اور اجدا
اس کے دانت جب پیدا ہوئے		تو میں نے اسے دودھ سے دور کیا
ہر چیز کم دادہ خدا		مصروف کردم در غذا
جو شے اللہ تعالیٰ نے مجھے دی		اس کی غذا پر میں نے صرف کر دی
چو دیدہ کردم پرورش		نادیدہا دادم خورش
آنکھ کی طرح اس کی پرورش کی		نایاب چیزوں کی خوراک دی

حاشیہ: بکسر الکاف دراصل کہ ام تھا۔

مندیل زریں بر سرش		تعلین سمیں زیرپا
سنہری رومال اس کے سر پر		چاندی کی بغلیں اس کے پاؤں میں
پوشاک آں پاکیزہ تن		مشروع ململ گلبدن
اس کے جسم کی پوشاک		اعلی قسم کی ململ تھی
زربفت چین و خز ختن		دیبایا علام طلاء
چینی زربسنت ختن کاریشم		جس پر طلائی نقش منقوش تھے
بودم بردلیش شادماں		داخل بسلک بیغمان

marfat.com

ہر دن رات مجھے اس کے	شغل میں بسر ہوتا رہا
چوں شد بقوت بال او	حیراں جہاں بر حال او
جب اس کے بال جمے	تو اس حال پر لوگ بڑے حیران تھے
شیر ژیاں پامال او مست شیر بھی اس کے سامنے عاجز تھے گفتم بدل از بند او	ہمدست شد با اژدھا اژدھائی طاقت رکھتا تھا بینم رخ فرزند او
دل میں خیال آیا کہ کہیں اس کا بیاہ کروں	تاکہ اس کی اولاد اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں
دادم ازاں پیوند او	با خاندان ذوالعلاء
چنانچہ اس کا عقد و نکاح	ایک عالی قدر خاندان میں ہو گیا
رسم شگوں شد ساختہ	اسباب شد پرداختہ
شادی کے رسوم تیار ہونے لگے	تمام اسباب تیار ہونے لگے
بادام و شکر بارہا	خمہاز آچار وابا!
کھانڈ و بادام کثیر تھے	اچار چٹنیوں کے خم پر خم تھے
دادہ جہاز آں ذوالقدر	زیور فزوں آوند زر
اس ذی قدر نے اپنی لڑکی کو جہیز دیا	زیور بے شمار اور سونے کے برتن
صد نافہ مشک تتر	صد نیفہ ثوب صفا
تاتار کے مشک کے کئی ڈبے	قسم قسم کے کپڑے

marfat.com

اسپاں مرصع زین و قس	استر شتر ہا بار کش
گھوڑے زین والے دیگر جانور	استر اور اشتر بار بردار
وھاں غلام ماہ وش	دیگر نفائس بے بہا
بے شمار حسین غلام	علاوہ ازیں دیگر نفیس اشیاء بہا
چونکہ بز ہرہ شد قرین	در ساعت نیکوتریں
زہرہ کے ساتھ ہمارا ستارا قرین تھا	اچھی ساعت میں
گشتیم ز آنجا راہگزیں	باصد ہوس باصد رجا
ہم وانش روانہ ہوئے	بڑی خوشی اور بلند امیدواروں کیساتھ
در کشتی ایں بہر خوں	آمد برات از بخت دوں
اس خونی دریا میں کشتی پر سوار ہو کر	بارات داخل ہوئی
کشتی چوں گردوں شد نگوں	شد غرق طوفان فنا
کشتی الٹی تو تمام طوفان	میں غرق ہو گئے
نوشہ عروس و ہمرہاں	دو طرفتہ العین ناگہاں
وہ بادشہ کہ جس کا حکم بھی کن کا حکم رکھتا ہے نشتند در دریا نہاں دریا میں ڈوب گئے گویا وہ	طرفتہ العین میں اچانک سب گویا نہ بودہ گاہ بقا تھے ہی نہیں

marfat.com

از قصہ زال کہن	زد جوش دریائے عطاء
بڑھیا کے قصہ سے	ان کے دریا نے جوش مارا
گفتار کہ اے غمخوارہ	در دشت غم آوارہ
فرمایا کہ اے بڑھیا غمخوردہ	غم کے جنگل کی آوارہ
سازم برایت چارہ	خواہم ز حق بہرت دعا
تیرے لئے چارہ کرتا ہوں	اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے دعا مانگتا ہوں
تازندہ گردد پور تو	ظاہر شود مستور تو
تاکہ تیرا بیٹا زندہ ہو جائے	اور تیرا چھپا ہوا بیٹا ظاہر ہو جائے
آساں شود معسور تو	از قدرت رب السماء
اور تیری مشکل آسان ہو جائے	آسمان والے رب کی قدرت ہے
پس پیر پیران خدا	در سجدہ شد پیش خدا
پھر اللہ والوں کا پیشوا	اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ ریز ہوا
باعجز زاری وبکا	شد ہمتش مشکل کشا
نہایت عجز زاری اور آہ و فغاں کی	آپ کی ہمت سے مشکل حل ہوئی
یارب مرآن اموات را	در جوف حوت اقوات را
لے میرے اللہ ان سب مردگان کو	جو مچھلیوں کے پیٹ میں پڑے ہوئے ہیں

marfat.com

ہر جز جز اشتات را	از فضل خود زندہ نما
ہر ایک ایک ریزہ ریزہ شدہ انسان کو	اپنے فضل و کرم سے زندہ کر دے
سر بد بسجدہ ہمچناں	کز جائے غرق آمد فغاں
آپ ابھی سر سجدہ تھے	کہ غرق ہونے والی جگہ سے فریاد آئی
کشتی پر از مرداں زناں	پیدا شدہ بر روئے ما
مردوں اور عورتوں سے کشتی بھرپور	تھی پانی پر ظاہر ہوئی
شد اہل کشتی را گذر	سالم بساحل بے خطر
تمام کشتی والوں کا صحیح سالم ہو کر	کنارہ پر بے خطر گزر ہوا
در غرق مردن بے خطر	با آن جلوہا آں جلا
دریا کے غرقابہ سے بے خطر	اس رونق اور کروفر میں
نوشہ بازاں تاج و کمر	در دست او تیغ سپر
دولہا اسی تاج و کمر سے	اور ہاتھ میں تیغ و سپر تھی
بانو نشستہ حجلہ ور	پیش پرستاران بپا
اپنی دلہن کے ساتھ حجلہ میں بیٹھا ہوا	اور ان کے سامنے نوکر خدمت میں کھڑے تھے
قوال و مطرب بذلہ گو	نقال در نقل نکو
قوال اور میراثی بدستور غزل سرا تھے	نقلی بدستور نقل کر رہا تھا

خمار می ریز از سبو	یاران بدید در ھو وہا
گھڑے سے خماری ریز تھے	دوستوں کو دیکھا
مادر پسر شد مجتمع	غمہا ز دل شد منقطع
ماں بیٹا جمع ہوئے	غم دل سے بھاگ نکلے
ایں قصہ را شد مستمع	ہر کس ز ذکران و نساء
اس قصہ کو سننے والے	ہر مرد و عورت سننے والے ہوئے
ظاہر چوں شد طرفہ سر	بسیار منکر شد مقر
جب یہ کرامت ظاہر ہوئی	تو بہت کافر مسلمان ہو گئے
گشتند کافر منکسر	شد مومنا نرا اعتلاء
کافر ذلیل ہوئے	اہل ایمان کو بلندی نصیب ہوئی
چوں کرامت شد مبین	شد خلق را راسخ یقیں
جب کرامت ظاہر ہو گئی	تو مخلوق کے اعتقادات راسخ ہوئے
بر وعدرب العالمین	بر حشر و نشر و بر جزا
کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ	حشر و نشر اور قیامت تک
اے محی دین عالی قدر	روی قبلہ جن و بشر
اے غوث اعظم عالی قدر	آپ ہیں جن و بشر کے قبلہ

سوئے غلام خود نگر	از راہ الطاف وعطاء
اس غلام کی طرف نظر کرم ہو	عطاء والطاف سے
غرقم بدریائے بدی	حرقم بنیر ال خودی
میں بھی برائی کے دریا میں غرق ہوں	خودی کی آگ میں جل رہا ہوں
یا ملتجائی خذیدی	آخرج من امواج الهوا
اے میرے سہارا مجھے سہارا دیجئے	خواشات نفسانی کے موجوا سے نکالئے
شیطاں نمودہ اشتلم	از راہ نیکی کردہ گم
شیطان نے مغلوب کردیا ہے	اور نیکی کی راہ سے گمراہ کردیا
از غفلتم نوشاند خم	کردست سرمست وخطا
غفلت سے مجھے پیالہ پلادیا	خطاء میں بدمست بنادیا ہے
نفس ست اندر سرکشی	در بخل وحرص زرکشی
نفس سرکشی میں ہے	بخل میں حرص میں ہے زرکشی کے خیال میں ہے
دارد بغیر حق خوشی	دائم بدام ماسوائے
غیر اللہ کی جانب خوشی میں ہے	ہمیشہ ماسوائے کی پھانسی میں ہے
اے صاحب ارشاد من	در گوش کن فریاد من
اے میرے مرشد	میری فریاد سنئے

میخواہ از ایشاں داد من	در دم را درماں نما
نفس و شیطان سے مجھے بچا	میرے درد کا علاج فرما
ہستم قصوری در لقب	سازم حضوری باادب
میرا لقب قصوری ہے	ہمیشہ باادب حضوری ہوں

از فیض شاہاں کے عجب

شاہوں کے فیض سے کچھ بعید ہے

بخشش بمسکین و گدا

جو کہ مسکین و گدا پر بخشش فرمادیں

استدلال بطرین جدید

(حدیث) العماء ورثتہ الانبیاء) زبان زد عوام ہے بلکہ مخالفین اسے بطور فخر و ناز کے پڑھا کرتے ہیں اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے (علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل) یہ حدیث بھی عوام کو بعض علماء فخر اسنایا کرتے ہیں اب دونوں حدیثوں کے معنی ذہن میں رکھ کر سابقہ پیغمبران بالخصوص بنی اسرائیل کے انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کے کمالات و معجزات کا مطالعہ فرمایئے اور پھر علماء یعنی اولیاء کرام کے کمالات و کرامات کا اندازہ لگایئے بالخصوص حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ جو اولیاء امت مصطفیٰ علی صاحبھا و علیہم السلام کے سردار شہنشاہ ہیں اور دیگر کمالات و معجزات کی طرف نہ جایئے۔ صرف حضرت حزقیل علیہ السلام جن کا دوسرا لقب ذوالکفل ہے (جسے فقیر ابھی بیان کر چکا ہے

اور معتبر تفاسیر سے اس کا اسناد بیان کیا ہے) کے قصہ کو سامنے رکھ کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کا مقابلہ کیجئے حرف بحرف ہو بہو ایک طرح کا واقعہ معلوم ہوتا ہے جس سے علماء (جسے ہم اولیاء سے تعبیر کرتے ہیں کی مشاہدۃً و معاینۃً تصدیق ہوتی ہے میں حیران ہوں کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ قادر قدیر کی قدرت کے مظہر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات ماننے میں انہیں کونسی چیز مانع ہے جبکہ ہم کئی بار کہہ چکے ہیں اور کہتے ہیں کہ ڈوبا ہوا بیڑا قادر قدیر نے باہر نکالا۔ یہ قدرت رب جلیل کی ہے اور دعا غوث پاک کی اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے بھی بہت زائد ہے لیکن۔

خدا جب عقل لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔

سیدی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر پاکاں درزند"

علاوہ ازیں اس جیسی کرامات کا اشکال اسی ولی اللہ کے لئے سمجھا جائے جس سے ایسے واقعات کبھی صادر نہ ہوئے ہوں غوث پاک تو وہ ولی ہیں کہ جن سے ایسے کئی واقعات صادر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت و کرامت سے کئی مردہ زندہ فرمائے اگر خوف طوالت (جو موجب ضلالت ہے) نہ ہوتا تو بے شمار ایسی کرامتیں رسالہ ہذا میں درج کرتا مگر مشتے نمونہ خروار چند کرامات معرض تحریر میں لاتا ہوں تاکہ منکر کو انکار کی گنجائش نہ ہو شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنی مشہور کتاب فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۵۱ مطبوع مصر اور مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ مصنف علم الصیغہ (صرف کی معتبر کتاب ہے جو عرصہ سے تمام ہندوپاکستان کے مدارس عربیہ میں داخل درس ہے اور تاریخ حبیب اللہ جو کئی عرصہ سے ہمارے بہاولپور کے مدارس موڈب جو جامعہ عباسیہ کی شاخیں ہیں کے مصنف ہیں) اپنی معروف کتاب الکلام المبین ص ۹۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

marfat.com

حکایت : ایک بڑھیا کے بیٹے کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت تھی اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ایک دن اس کی ماں نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور یہ آپ کی نذر ہے اسے ہاشئ تعلیم فرمائیے۔ آپ نے اسے ریاضت اور باطنی سبق میں مشغول فرمایا اور بڑھیا اپنے بیٹے کو بھی دیکھنے آتی تھی ایک دن ائی تو دیکھا کہ وہ چنے چبار ہا ہے اور بہت حقیر و ناتواں ہو گیا ہے پھر وہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو آپ تو مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا (قو می باذن اللہ الذی یحیی العظام وحی رحیم) اٹھ کھڑی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے فوراً وہ مرغی زندہ ہو گئی اور آواز کرنے لگی پھر آپ نے اس بڑھیا کو فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تب وہ جو جی چاہے کھائے۔

ف : نور ہو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت پر کہ مرغی کے اجزاء کیسے بھرے ہوئے تھے مثلاً پہلے اسے ذبح کیا گیا اس کا خون زمین سے چوس لیا گیا پھر اس کا پوست ایسے ہی پھینک دیا جاتا ہے اسے کتوں نے یا دیگر کسی جانور نے کھایا ہو گا یا ویسے ہی پڑا ہو گا پھر اس کی ہڈیاں زاہدہ ایسے ہی کتوں کا شکار ہو گئی ہوں گی اور غیر ضروری گوشت پھینک دیا جاتا ہے جسے چیونٹیاں وغیرہ لے جاتی ہیں پھر گوشت ہانڈی میں آکر پانی اور گھی اور نمک و مرچ مصالحہ میں حل ہو کر شوربا اور گوشت کی صورت اختیار فرمائی اسے کچھ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تناول بھی فرما چکے ہونگے اب بڑھیا کے صرف ایک لفظ کے کہنے سے بلا تاخیر مرغی کو قومی باذن اللہ فرما کر زندہ فرما دیا کہاں ہیں وہ منکرین کرامت غوث پاک جو بیڑے کے نکلنے سے اشکال پیش کرتے ہوئے منکر قدرت قادر ہوتے ہیں۔ ذراء اس مستند کرامت کو تعصب کی عینک اتار کر غور کریں۔

حاشیہ : جنہیں فقیر نے کرامات غوث اعظم میں درج کیے گئے ہیں۔ مفتی عنایت احمد

marfat.com

مرحوم جنگ آزادی ۱۸۵۸ء کے وہ ہیرو ہیں جن پر آج آزادی پاکستان کو ناز ہے تفصیل حالات فقیر کی کتاب تذکرہ علمائے سنت میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ آپ ایک مجلس میں وعظ فرمارہے تھے تو ادھر سے چیل نے گزرتے ہوئے حاضرین پر بیٹھ ڈالی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ہوا کو حکم فرمایا کہ اس کا سر اتارے۔ اسی وقت حاضرین کے سامنے چیل نیچے گری جسے دیکھا گیا کہ چیل ایک طرف پڑی ہے اور دوسری طرف آپ وعظ سے فارغ ہو کر اس چیل کو ہاتھ میں لے کر دوسرا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور کہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (قومی باذن اللہ) آپ کے سامنے وہ زندہ ہو کر اڑ گئی اور حاضرین اسے دیکھ رہے تھے (کذافی فتاویٰ حدیثیہ للشیخ احمد شہاب الدین ابن الحجر المکی رحمتہ اللہ تعالیٰ۔

اس کے علاوہ بہت کرامت دوبارہ احیاء موتی پیش کی جاسکتی ہیں مگر بقدر ضرورت اتنا کافی ہے اب اہل علم کی توجہ کے لئے ایک علمی مقالہ درج کر کے رسالہ کو ختم کرتا ہوں ہمارے سلف صالحین اہلسنّت معظم الائمہ کا مسلک ہے کہ کرامت ولی اور معجزہ نبی ایک ہی شے ہے صرف فرق اتنا ہے کہ معجزہ دعویٰ نبوت مقترن ہے اور کرامت میں صرف غرق عادت ہو اور اس میں نبوت کا دعویٰ نہ ہو شیخ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۵۸ میں فرماتے ہیں۔

فالذی علیه معظم الائمة انه یجوز بلو غها مبلغ النبوة فی جسنها عظمها ۔ اس کے بعد چند ائمہ کے مختلف آراء بیان کئے پھر نکروں کی تردید فرماتے ہوئے فرمایا۔ ان

؎مزید بحث فقیر کی کتاب ارشاد النبی فی تحقیق کرامته الولی میں ملاحظه فرمائیں (فقیر اویسی غفرله)
؎ الله کے نام سے کہتا ہوں اے چل الله کے حکم سے اٹھ کھڑی ہو۔

marfat.com

الکرامة والمعجزة لیس بینھما فرت الاوقوع العجزة علی احسب دعوی النبوۃ والکرامة دون ادعایه التبوة ابن حجر رحمته الله علیه ۔مذکورہ بالا مسلک کی توثیق فرماتے ہوئے نتیجہ نکالتے ہیں فیجوذا اجتما عھما فی ماعدای الھدی حتی احیاء الموتیٰ۔اس کے نتیجہ کے نکلنے کے بعد چند اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم کی حکایتیں درج فرمائے اب منکرین ولایت محبوب ربانی رضی اللہ عنہ سے سوال کرتا ہوں کہ جب کرامت و معجزہ میں کوئی فرق نہیں تو پھر اب کس بات کا شبہ ہے کیا انبیاء علیہم السلام نے مردے زندہ نہیں فرمائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ انا ابری الا کمه والا برص و احی الموتیٰ باذن الله پر ایمان ہے یا نہیں اور کیا انہوں نے سام ابن نوح کو کئی ہزار سال کے بعد زندہ نہیں فرمادیا تھا تو کرامت سے جو کہ معجزہ کی ایک نظیر سے بارہ سال کے بعد مردہ زندہ فرمایا یا نہیں جب عیسی علیہ السلام نے بطور معجزہ کئی ہزار سال کے بعد مردہ کو زندہ فرمایا تو کرامت سے جو کہ معجزہ کی ایک نظیر ہے بارہ سال کے بعد مردہ زندہ ہوئے تو آپ لوگوں کو کس بات کا خوف ہے اور حضرت حزقیل علیہ السلام کا واقعہ تو آپ سن چکے اس معجزہ اور محبوب سبحانی کی کرامت میں کونسا فرق ہے اس واقعہ کو تمام مفسرین بلا نکیر نقل کر رہے ہیں اور وہ اگرچہ اخبار ظنیہ ہی سہی تو مانتے ہوں گے تو غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا کیا بگاڑا ہے ان کی کرامت سے انکار ہی انکار اگر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات سے اپنا تعلق صحیح کرلیں تو قسم باخدا عالم دنیا کے بڑے بڑے عباد اور زہاد آپ کی سعادت پہ رشک کریں گے۔

والله الھادی و بیدہ الخیر و ھو علی کل شی قدیر صلی الله تعالی علی حبیبه سید المرسلین و علی آله و اصحابه اجمعین بحمدہ تعالی و فضل حبیبه الا علی صلی الله علیه و سلم .

maktabah.org

برادرانِ اسلام!

یہ تھے ہمارے دلائل نفس مسئلہ پر اب اس کا اصلی واقعہ ملاحظہ ہو یعنی

بڑھیا کی سفینہ اور غوث اعظم کی کرامت کا واقعہ

حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا ایک دن دریا کے کنارے ایک سر سبز مقام پر تسبیح و تحمید میں محو تھے کہ کچھ فاصلے سے کسی عورت کے رونے کی دردناک آواز سے بے چین ہو گئے اتنے میں ایک خادم آپ کو تلاش کرتا ہوا وہاں آپہنچا حضرت نے اس سے دریافت حال کے لئے اس طرف بھیجا جدھر سے آواز آرہی تھی خادم نے دیکھا کہ ایک ضعیف خاتون سراپا حزن و ملال بے اختیار روتی جارہی ہے خادم نے اس کا حال معلوم کیا اور واپس آکر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ رونے والی بڑھیا کا اکلوتا بیٹا بارہ سال قبل اس دریا کے دوسری جانب شادی کرانے گیا تھا جب وہ دلہن لے کر کشتی پر واپس آرہا تھا تو براتیوں سمیت بیچ دریا میں ڈوب گیا۔ اس دن سے بڑھیا دریا کے کنارے آکر دیر تک محو گریہ زاری کرتی رہتی ہے حضرت یہ واقعہ جانکاہ سن کر بہت مضطرب ہوئے دریائے شفقت جوش میں آیا خادم سے فرمایا بڑھیا کو تسلی دو کہ اس کا مطلب اب پورا ہو جائے گا اسی وقت اس کا بیٹا مع دلہن اور براتیوں کے جس حالت میں غرق ہوئے تھے ظاہر ہوتے ہی بڑھیا خاموش ہو گئی اور جناب غوث اعظم نے دست دعا جناب الٰہی میں اٹھائے ناگاہ دریا نے جوش مارا اور بارہ سال سے ڈوبی ہوئی کشتی اسی شان و شوکت سے جیسے کہ دریا میں غرق ہوئی تھی ظاہر ہو گئی وہی دولہا وہی دلہن وہی براتی وہی سامان وہی کشتی وہی کشتیاں سطح آب پر نمودار ہوئے اور آہستہ آہستہ جہاں بڑھیا مجسمہ حیرت و استعجاب بنے محو نظارہ تھی کنارے آلگی وہ بڑھیا سب کو ساتھ لے کر گھر پہنچی اور دھوم دھام سے خوشی منائی۔ شہر میں اس کرامت کا شور پڑ گیا اور کئی ہزار کافر اس دن مسلمان ہوئے اس واقعہ کو مندرجہ ذیل کتب

میں دیکھئے۔

۱۔ سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار

۲۔ خلاصۃ القادریہ شیخ شہاب الدین

۳۔ سہروری کتاب غوث اعظم مولانا برخوردار ملتانی محشی

۴۔ درۃ الدرانی مولانا حیدر اللہ صاحب

۵۔ مولانا محی الدین قصوری دائم الحضوری

۶۔ گلدستہ کرامت مفتی غلام محمد قریشی وغیرہ وغیرہ

وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے تھے مردوں کو
بہت سے مشہور ہے احیاء موتی غوث اعظم کا

بلکہ

ہر دور میں اس واقعہ کو مختلف زبانوں کی منظوم و منثور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے یہ بھی واقعہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ لیکن بحمدہ تعالیٰ آج کے دور میں بھی اس واقعہ کی عینی شہادت ہمیں دستیاب ہوئی ہے اگر کوئی صاحب اس کی تصدیق کر کے اطمینان قلبی حاصل کرنا چاہتا ہے تو مقام ذیل پر پہنچ کر تصدیق کر سکتا ہے ایک بزرگ سفینہ غوث اعظم کا مشاہدہ کر کے حلفیہ بیان کرتے ہیں بعض لوگ سفینہ غوث اعظم کا انکار کرتے ہیں اور آپ نے بفضلہ تعالیٰ جو بارہ سال کے بعد بیڑا پار کیا تھا اس کرامت کا انکار کیا جاتا ہے اور طرح طرح سے مذاق اڑایا جاتا ہے میں اپنے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر صدق دل سے عرض کرتا ہوں کہ بغداد شریف سے

تیس میل کے فاصلہ پر دریائے دجلہ کے کنارہ پر ایک مختصر سی بستی ہے جس کا نام زیارت سفینہ ہے بغداد شریف سے بستی سفینہ کو سڑک جاتی ہے لاریاں عام چلتی ہیں اور ہر لاری والا آواز دیتا ہے زیارت سفینہ غوث اعظم جیسے لاہور میں تانگے والے داتا دربار کی صدا دیتے ہیں۔ میں نے تمام عرب کے علاقوں کا تفصیل سے دورہ کیا اور ہر ایک زیارت کی تفصیل معلوم کی میں سفینہ غوث اعظم کی زیارت کے لئے پہنچا اور سفینہ مبارکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک جنگلہ ہے اور اوپر ٹین کا چھپر ہے اس میں وہ سفینہ مبارک محفوظ ہے خدام حضور غوث اعظم کی کرامت بیان فرماتے ہیں کہ یہ وہی بیڑی ہے جو خدا کے حکم سے بارہ سال کے بعد آپ نے باہر نکالی تھی اور مائی صابہ کا لڑکا برات اور دلن کے ساتھ دریا سے زندہ باہر نکل آیا تھا (رقم الحروف)

حاجی بہادر علی امام مسجد کاہنہ تحصیل قصور ضلع لاہور۔

رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ص ۱۶ محرام الحرام ۱۳۹۴ھ

عجوبہ

شکرانہ میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد گیارہویں کا آغاز اسی بڑھیا نے کیا جس کی بارات غرق ہو کر عرصہ کے بعد بدعا غوث الثقلین برآمد ہوئی (کذافی کتاب

غوث اعظم ص ۲۷۶ از مولانا برخوردار ' ملتانی محشی ' نبراس شرح شرح عقائد مصنف کتب کثیر لیکن

اسی روایت کے مطابق گیارہویں کی جاتی ہے ضروری نہیں بلکہ اس کے اور وجوہ ہیں جسے ہم نے گیارہویں میں تفصیل سے لکھا ہے رسالہ گیارہویں اسی مجموعہ میں ہے۔

چشم دید گواھی

چوں کہ واقعہ عراق میں ہوا ایک صاحب وہاں پہنچے اور خود آنکھوں سے دیکھ کر اپنی بد مذہبی سے تائب ہوا۔

عراق کے شہر دھوک سے کچھ دور ایک پہاڑی کے قریب ڈیم بنانے کے لئے مشینوں سے پہاڑی گرا رہے تھے جو نہی پہاڑی کے ایک حصہ کا ملبہ ہٹا اسکے نیچے تین نعشیں نظر آئیں پہلے تو ہم ڈر کر بھاگ گئے پھر دل مضبوط کر کے آگے بڑھے دیکھا کہ تین پرانے وقت اور لمبے قد کی لاشیں ہیں اور بالکل صحیح حالت میں ہیں ہم نے ان کے اوپر سے مٹی وغیرہ ہٹادی موٹے کھدر کے ہاتھ سے سلے ہوئے کپڑے کندھوں تک قمیض اور ٹخنوں تک تہبند۔ ہم نے عراقی افسروں سے رابطہ قائم کیا تھوڑی ہی دیر بعد عراقی صدر صدام حسین بھی وہاں تشریف لے آئے انہوں نے خود لاشوں کا معائنہ کیا لاشوں کا کپڑا تک خراب نہیں ہوا تھا صدر صاحب نے حکم دیا کہ اللہ کے پیارے بندے معلوم ہوتے ہیں انہیں غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھو اور نئے مزار بنا کر دفن کر دو تیں چالیس آدمیوں نے جن میں میں بھی شامل تھا مل کر انہیں نہلایا لاشوں کے بال سیاہ نرم اور ملائم تھے ایسا لگتا تھا کہ ابھی فوت ہوئے ہیں جنازہ کے بعد تین خوب صورت مزارات میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا صدر صدام حسین خود بھی جنازہ میں شامل ہوئے اس موقع پر ہزاروں افراد موجود تھے اس واقعہ کے بعد میں اور میرے کئی ساتھی جو متذبذب تھے تائب ہو کر سنی بریلوی بن گئے ہیں حضرت غوث اعظم کے مزار پر بھی حاضر ہوئے ہیں اور اس حاضری میں بڑا سرور آیا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے روضے مبارک پر بھی گئے ہیں ہم نے وہ کشتی بھی دیکھی ہے جس کے لئے پیر صاحب نے دعا کی تھی اور وہ بارہ برس بعد برات سمیت ظاہر ہوئی تھی عراق کی سب مسجدوں میں صلوٰۃ و سلام پڑھے جاتے ہیں اور اب ہم بھی اس کے قائل ہو گئے ہیں اور ہمارے ساتھ بھی مکمل بریلوی ہو گئے ہیں الحمد للہ

رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین ﷺ۔

(رانا محمد یامین ۔ فورمین انڈس ویلی کمپنی ۔ بغداد (عراق) رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ ص ۴۵)

تبصرہ اویسی غفرلہ' دور حاضر میں کسی بھی مقام پر پہنچنا مشکل نہیں رہا حق کے متلاشی سے اپیل ہے کہ حضور محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی کرامت کے انکار کے بجائے موقع پر پہنچیں اگر بات سچی نکلے تو توبہ کیجئے اگر اقرار ہے تو ایمان تازہ کیجئے (وما علینا الا البلاغ)

ہندو کے تاثرات

ایک ہندو نے کرامات غوثیہ پر ایک کتاب بنام "تحفہ غوثیہ" لکھی جو مطبع نامی گرامی منشی فخر الدین لاہور میں چھپی تھی اس پر ذیل کی عبارت مکتوب تھی۔

"تحفہ غوثیہ"

یعنی مدح وکرامات حضرت پیران پیر محبوب سبحانی شہباز لامکانی شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

مصنفہ

فقیر حقیر پر تقصیر بندہ ایزد متعال احقر دیوی دیال انجن ڈرائیور سکنہ ہریہ ملازم انجن گدام لاہور"

ہندو نے اپنی تصنیف مذکورہ ص ۸ / ۷ پر لکھا ہے کہ "ذکر ہے ایک بڑھیا کا بیٹا ہمعہ عورت اپنی اور برات وغیرہ کے کشتی میں سوار تھا۔ وہی کشتی گرداب میں آکر ڈوب گئی۔ تو اس بڑھیا نے بارہ سال تک نہایت گریہ وزاری کی لیکن اسکی مراد حاصل نہ ہوئی۔ آخر پیران پیر غوث الثقلین کی خدمت شریف میں جا کر روئی حضرت پیران کو اوسکی زاری پر رحم آیا آپ نے دعا فرمائی تو وہی کشتی بارہ سال کے بعد صحیح وسلامت بدعا غوث اعظم دریا

marfat.com

سے باہر آئی"

تبصرہ اویسی غفرلہ' اسی لئے ہم کہتے ہیں اللہ والوں کا انکار ہندوؤں کو بھی نہیں بلکہ وہ ان کی کرامات کے اقراری ہیں لیکن افسوس اس بدقسمت پر ہے جو اپنے نبی علیہ السلام کے ولی کامل کی صحیح اور سچی کرامت کا منکر ہے یاد رہے کہ دور سابقہ میں معتزلہ فرقہ نے ایسا کیا اب وہابی دیوبندی منکر ہیں اسی لئے میں کہتا ہوں کہ صاحبان وہی پرانے شکاری ہیں لیکن لئے پھرتے ہیں جال نئے نئے۔

رسالہ نمبر ۲

غوث اعظم پر اعتراضات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

سیدنا و مولانا ماوانا و ملجانا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مشہور کرامت " بڑھیا کا بیڑا" پر جو کچھ فقیر نے لکھا' تاحال تردید کسی نے نہیں لکھی اب ارادہ ہوا کہ اس رسالہ میں مزید وہ تحقیقیں بھی لائی جائیں جو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر منکرین اعتراضات کے طور پر پیش کرتے ہیں اسے مستقل مسائل بنا کر آئیں پہلے رسالے کا نام

"احاطۃ الاذی عن غوث الوری"

تجویز کرتا ہوں۔ **وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب**

بحث اول در سیادت

آپ کو انگریز ایرانی النسل اور شیعہ سرے سے سید نہیں مانتے۔ انگریز کے سوال کا جواب مندرجہ ذیل عبارت سے پڑھئے اور شیعہ کی عبارت اور اسکے جوابات آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں یہ غلط خیال ہے کہ آپ ایرانی النسل تھے نہ ہی اس دعویٰ کے لئے کوئی سند پیش کی جاسکتی ہے اگر آپ عربی النسل نہ ہوتے تو آپ کے معاصرین خصوصاً وہ علماء جو آپ

marfat.com

کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے تھے مثلاً مفتی عراق ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ البکری البغدادی اپنی کتاب "انوار الناظر" میں جو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کی سیرت سے متعلق ہے اس کا تذکرہ ضرور کرتے۔ ایرانی حبشی، زنجی (نیگرو) یاترک کی نسبت کو نہ اس زمانے میں مسلمان پست تصور کرتے تھے اور نہ قرون وسطی کے کسی دور میں کیونکہ "نیچ ذات" خالص ہندوانہ تصور حیات ہے مفروضات کی دنیا وسیع ہے بلکہ بعض اوقات گھناؤنی بھی نظر آتی ہے اور شیعہ کا خیال ہے کہ شیخ سیدنہ تھا ملاحظہ ہو (کلید مناظرہ ص ۴۱۴)

جواب: یہ صرف شیعوں کی متعصبانہ چال ہے وہ صرف اس لئے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے شیعہ عقائد کی بھرپور تردید فرمائی ہے ان کا قائدہ ہے کہ جو ان کے نظریات کا مخالف ہو اسے سب و شتم اور الزام تراشی و بہتان بازی سے نوازتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ائمہ زادوں کو معاف نہیں کیا۔ مثلاً حضرت زید بن علی (زین العابدین) بن حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما یعنی حضرت حسین کے پوتے اور حضرت زین العابدین کے صاحبزادے کو کافر کہتے ہیں حالانکہ وہ عالم اور متقی پرہیزگار تھے۔ مروانیوں کے ہاتھ شہید ہوئے اور ان کے صاحبزادے حضرت یحییٰ بن زید کے بھی دشمن ہیں اور ویسے ہی ابراہیم بن موسی کاظم اور حضرت جعفر بن علی یعنی حضرت امام حسن عسکری کے بھائی کو بھی کذاب کہا پھر حسن بن مثنیٰ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ محض اور ان کے بیٹے حضرت محمد ملقب بہ نفس زکیہ کو کافر و مرتد لکھتے ہیں اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا ابن محمد باقر اور محمد بن عبداللہ بن حسین بن حسن اور محمد بن قاسم بن حسن اور یحییٰ عمر جو کہ حضرت زید بن امام زین العابدین کے پوتوں سے ہیں ان سب کو کافر و مرتد کہتے ہیں اسی طرح وہ تمام سادات حسینیہ و حسنیہ جو حضرت زید بن علی امام زین العابدین کی امامت اور بزرگی کے قائل ہیں سب کو گمراہ جانتے ہیں تفصیل اور حوالہ جات فقیر کی کتاب "آئینہ

marfat.com

شیعہ ''میں ملاحظہ ہو۔

بنابرین اگر وہ غوث جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کو گالیں دیں اور برت پرست اور یہودیوں کا چوہدری (کلید مناظرہ) لکھیں تو مجبور ہیں 'ورنہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نسب مبارک کو تاریخ نے سورج سے زیادہ واضح کیا ہے۔

دلائل از کتب شیعہ

۱) شیخ احمد بن محمود اکبر آبادی نے تذکرۃ السادات ؎ میں لکھا ہے کہ سلسلہ انساب پدری حضرت قطب ربانی بحر المعانی شیخ الجن والانس شیخ عبدالقادر الجیلانی بموسیٰ جون بن عبداللہ المحض بن حسن مثنی بن امام حسین علیہ السلام مفتی منتہی شود کتاب مذکورہ کی عبارت مسطورہ بالا لکھ کر منکرین کو یعنی شیعوں کو یوں سمجھاتے ہیں کہ ہر طعن بر ایشاں وارد از روئے عقائد دارد نہ از روئے نسب واگر طعن از روئے نسب باشد لاحاصل است جرا کہ در تواریخ نساباں ماضیہ سیادت ایشاں ثابت است۔ یعنی جو کوئی مذہب شیعہ میں ان پر طعن کرتا ہے توبوجہ ان کے مذہب (سنی) کے ورنہ آپ کے نسب پر کسی کو طعن کرنے کی گنجائش ہی نہیں اگر کوئی کرے بھی تو بے وقوفی ہے اس لئے کہ سابق دور میں جتنا نسب بیان کرنے والے محققین ہیں سب کے نزدیک آپ کی سیادت مسلم ہے اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ''سید قطب الدین حسنی حسینی عمزاد حضرت غوث الثقلین است''

۲۔ مرتضیٰ شیعی نے ''بحر الانساب'' میں لکھا ہے کہ سید عبدالقادر جیلانی منسوب است بعبداللہ بن یحییٰ بن محمد رومی بن داؤد الامیر الکبیر بن موسیٰ ثانی الخ یاد رہے کہ یہ موسیٰ حضرت حسن مثنی کے پڑوتے ہیں۔

؎ یہ کتاب بفرمان سلطان بن سلطان شاہ عالم بہادر شاہ غازی فرزند سلطان اورنگ زیب جو شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ سادات کرام صحیح النسب کے بیان میں لکھی گئی اور نہایت دقت نظر سے اعلیٰ درجہ کی پرکھ جانچ پڑتال کے بعد تیار ہو کر عملدرآمد کے لئے پیش کی گئی ۱۲ برخوردار مطبوعہ مبمئی کتاب کے ٹائٹل پر مولف کی شان میں یوں لکھا ہے کہ قبلہ وکعبہ نجیت الطرفین مرتضیٰ الملقب بعلم الہدیٰ من جدہ علی المرتضیٰ علیہ الاٰئف التحیہ الثناء ۱۲۔

marfat.com

۳۔ روضۃ الشہداء میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ قطب الاقطاب سیدی محی الدین عبدالقادر قدس سرہ' منسوب است بعبداللہ بن یحییٰ

اہلسنّت کی کتب سے

ان کا تو کوئی شمار نہیں۔ چند ایک مشاہیر کے اسماء درج ذیل ہیں

عارف جامی نفحات الانفس میں' ملا علی قاری نے نزہتہ الخاطر میں' علامہ علاؤ الدین نے تحفۃ الابرار میں' علامہ اربلی نے تفریح الخاطر میں' علامہ اربلی نے تفریح الخاطر میں سلالۃ الافاضل علامہ سید محمد مکی نے سیف ربانی میں علامہ شیخ سراج الدین شافعی نے درر الجواہر علامہ سید مومن نے نورالابصار میں وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) فی غیرہا لا یعلم عددہم الا اللہ ورسولہ الاعلیٰ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم)

فقیر صرف علامہ شہیر فہمامہ بے نظیر حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری کی عبارت پیش کر کے بحث کو ختم کرتا ہے۔

الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی سید شریف الطرفین صحیح النسبین من الابوین الا مام الاحسنین الحسن و الحسین بحسب الا بتداء الذی علیه الا نتهاء متواتر صحیح ثابت ظاهر کظهور الشمس فی اربعة النهار لا یقبل الجمجمة والنزاع کما علیه الا جماع رغما للمبتدعة الرفضة اهل الزیغ والنفاق و الشفاق حفظنا الله والمسلمین من کین الحاسدین الضالین المضلین یحسدون الناس علی ما اتا هم والله من فضله و هو ارحم الراحمین فلاحجة الاقامة الدلیل علی هذا النسب الشریف الواضح البرهان المشهور لکل مکان کما قال الشاعر .

فلایصح فی الاذهان شی اذا احتاج النهار الی دلیل

marfat.com

اسی طرح حجۃ ابیضاء میں لکھا ہے کہ الشیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رحمتہ اللہ نسبہ الشریف من جانب الام الی الامام الہمام سیدنا الامام حسین ثبتت برواۃ المعتمدات من المعتبرات الثقات العلماء المحدثین والمورخین والفقہاء الکاملین العاملین رحمہم اللہ تعالیٰ

فائدہ: ہم نے اختصار کے پیش نظر ان دو عبارتوں اور چند کتابوں کے اسماء پر اکتفاء کیا ہے ورنہ سینکڑوں سے تعداد آگے بڑھنا چاہتی ہے چونکہ وہ طویل لاطائل اور امر لاحاصل ہے اسی لئے ترک کردیا منصف مزاج کے لئے اتنا کافی۔ اور ضدی ہٹ دھرم کے لئے دفاتر بھی ناکافی۔

ماں کی طرف سے نسب شریف یوں ہے

السید الشیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر ابن السیدۃ ام الخیر امۃ الجبار فاطمۃ بنت السید عبداللہ الصومعی الذاہدین السید کمال الدین عیسی ابن السید الامام علاؤالدین محمد الجواد ابن المام علی الرضاء ابن الامام موسی الکاظم بن الامام جعفر الصادق بن الامام محمد بن الباقر بن الامام زین العابدین ابن الامام الہمام سید الشہداء ابی عبداللہ الحسین ابن سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین)

ان قوی دلائل کے بعد حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد گرامی مد نظر ضروری ہے جبکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے **لا یجتمع امتی علی الضلالۃ** ۔میری امت کا گمراہی پر اجتماع نہیں ہو سکتا اور فرمایا **یداللہ علی الجماعۃ** جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے یعنی حق جماعت کے ساتھ ہوتا ہے اور ہم نے مضمون سابق میں نہ صرف اہل سنت و جماعت کی تصریحات پیش کی ہیں بلکہ اہل تشیع کے بہت بڑے بڑے مجتہدین اور آقاؤں کی

marfat.com

غلط فہمیوں کی تردیدی عبارات میں پیش کی ہیں اس کے باوجود پھر بھی کوئی ضد کرتا ہے تو اسے بھی حضور علیہ السلام کے مندرج ذیل ارشادات غور سے پڑھنے چاہئیں من شذ شذ فی النار (ابن ماجہ) جو جماعت سے ہٹ کر اپنی رائے پر ڈٹا رہے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ اور فرمایا من فارق الجماعة قدر شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه (احمد ابو داؤد) جو بھی جماعت سے ایک بالشت بھر علیحدہ ہوتا ہے تو وہ سمجھے کہ وہ اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال رہا ہے۔

ان تمام تر دلائل سے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سید ہونے کا منکر ہے تو ان کی سیادت میں کسی قسم کی کمی نہیں آئیگی البتہ منکر کی بدقسمتی کا ثبوت ہوگا اور نقصان ہوگا تو اس کا اس لئے کہ سورج پر تھوکنے سے تھوک اپنے منہ پر پڑتی ہے۔

تتمه بحث النسب

یاد رہے کہ نہ صرف موجودہ شیعہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نسب شریف کے منکر ہیں بلکہ ایک مدت سے یہ تحریک جاری ہے سب سے پہلے عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب کے مصنف نے یہ حرکت کی اور اس کا مصنف زیدی شیعہ تھا چنانچہ حج الکرامہ ص ۲۳۱ میں لکھا ہے صاحب کتاب عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب "کہ نیز او از علمائے زیدیہ است" پھر اس وقت سے نہ صرف اہلسنت نے تردید یں کیں بلکہ علمائے شیعہ بھی اس کی تردید میں کمربستہ ہوئے جن کے چند حوالہ جات فقیر نے اوپر لکھ دیئے۔

بھکانے کا موجب

اصلی غرض تو ان کی وہی ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ شیعہ رافضی مذہب کے رد میں کمربستہ رہے اسی لئے ان کی شخصیت کو ان کا **گھٹانا** ضرور ہوا پھر انہیں عوام کو غلطی میں ڈالنے کا موقعہ مل گیا کہ حضرت غوث اعظم کے لقب میں عموماً "الشیخ" لکھا جاتا

marfat.com

ہے شیعہ نے کہا کہ حضور غوث اعظم سید نہ تھے ورنہ انہیں شیخ کیوں لکھا اور کہا جاتا ہے اگرچہ ان کے مذہبی پیشواؤں نے دلائل سے سمجھایا کہ حضور غوث اعظم یقیناً سید تھے منجملہ ان کے ایک دلیل یہ بھی دی کہ سید قطب الدین حسنی حسینی ہیں اور وہ حضرت غوث الثقلین کے چچیرے بھائی ہیں سید قطب الدین کے لقب میں بھی شیخ مذکور ہے اور اس کی ایک تاریخی دستاویز کتاب شیعہ بحر الانساب ص ۲۴ سے لیجئے۔ مصنف بحر الانساب بعض اولاد حسن یعنی سیاہ انگیز چچیرے برادر سیدنا الغوث الاعظم کے حالات بیان کرتے ہوئے لفظ شیخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سیاہ انگیز بن ابراہیم بن زید بن امام حسن از بغداد روئے بولایت دار المذجیلان نہاد ومدتے روزگار در شعب جبال بسر بردو ویرا سیاہ انگیز می گفتند از جہت آنکہ باہشام بن عبد الملک بن مروان بسیار شد تازمان خلفاء بن عباس و آں ملعون حکم کردہ بود کہ سید صحیح النسب رابکشند چوں خلفائے بنی عباسی بکوہ پایہ ناز ندارن بموضع استاق رسیدند سیداں راز جرو سیاست می کردند کہ اینہا کہ در استاچ می باشند شیخ اند سید نیستند چوں آں منافقین ایں سخنان شنید ند دست از کشتن سادات بازداشتند واز اں زماں القاب ایشاں شیخ مذکوراست وسیادت شان مخفی بماند۔

ترجمہ: سیاہ انگیز ابن ابراہیم بن زید بن امام حسن بغداد سے پہاڑوں میں چھپ گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہشام بن عبد الملک سے انہوں نے جنگ کی لیکن بوجہ کمی کے پہاڑوں میں وطن بنالیا آپکی اولاد بہت ہوئی اس بدبخت خلفیہ نے حکم جاری کیا کہ ہر سید صحیح النسب کو قتل کر کے انکی بنیاد بھی ختم کردی جائے انہوں نے تلاش کر کے ان حضرات کو پالیا لیکن وہاں کے باشیوں نے ان کی جان بچانے کے لئے قسم کھائی کہ یہ لوگ شیخ ہیں اس وجہ سے اس وقت سے ان کا نام شیخ مشہور ہوگیا اس روایت سے شیعوں کا وہ اعتراض بھی دفع ہوگیا

ے تذکرہ السادات ۱۲ اس کتاب کا تعاف گزشتہ اوراق میں دیکھئے۔
ے اس کتاب کا تعارف بھی پہلے گذر چکا ہے۔ ۱۲ اویسی غفرلہ'

marfat.com

جو لکھا کہ جنگی دوست عجمی ہے کلید مناظرہ صرف ۲۱۵ اس سے اس کا مقصد یہی ہے کہ حضور غوث اعظم کے والد ایک عجمی تھے اسی لئے سید نہیں (لاحول ولا قوۃ) کیا عجمیعت سادت کو حائل ہے کیا جنگی دوست کے لفظ سے سیادت کی نفی ہوتی ہے تو پھر اس طرح سپاہ انگریز کے لفظ سے بھی ان کے چچیرے بھائی سے سیادت کی نفی کرنی چاہئے حالانکہ وہ غلط ہے جس طرح وہ غلط ہے تو یہ بھی غلط ہے۔

شیخ کہلوانے کی دوسری وجہ

اصطلاع صوفیا میں شیخ و نائب و وارث نبوت کو کہا جاتا ہے اور حضور غوث اعظم سے بڑھ کر کون وارث و نائب ہو سکتا ہے۔

بہر حال شیعہ اپنی اندرونی بیماری سے غلط بیانی کرتے ہیں ورنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کون وارث و نائب نبوت ہو سکتا ہے۔ بہر حال شیعہ اپنی اندرونی بیماری سے غلط بیانی کرتے ہیں ورہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نسب شریف اظہر من الشمس والا مس ہے۔

بحث ثانی در کرامت نمبر ۱

ہم اہلسنت کرامات غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) میں بیان کرتے ہیں کہ شب معراج جب براق نے یہ بشارت حضور سرور عالم ﷺ سے حاصل کی کہ یوم قیامت بھی مرکوب نبوی وہی ہو گا تو براق اس فرحت و سرور سے اتنا بلند ہو گیا کہ جس کی اونچائی ۴۰ ذراع بتائی گئی ہے اس وقت حضور غوث صمدانی کی روح نے بحکم خدا حاضر ہو کر عرض کی کہ یا سیدی اپنا قدم مبارک میرے شانہ پر رکھ کر سوار ہو لیجئے حضور فداہ ابی وامی نے اپنا قدم حضور غوث اعظم کی گردن پر رکھا اور فرمایا تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اس قدم مبارک کا اثر آپ کے شانہ شریف پر پایا گیا۔

بحر السرائر بحوالہ غوث الاعظم ص ۲۳۰ ، ۲۳۱ وغیرہ

تقریر اعتراض

دیوبندی کو عموماً اور غیر مقلدین کو خصوصاً اس کرامت سے اس لئے انکار ہے کہ عالم ارواح سرے سے کوئی عالم نہیں یہ ایک خیالی بات ہے دوسرے اگر ہوں بھی تو روح جسم کے داخلہ سے پہلے بے خبر اور لاشعور سے ہوتی ہے اسی بناء پر غوث اعظم کی روح کو کیا خبر تھی کہ نبی پاک ﷺ معراج پر تشریف لارہے ہیں۔

تیسرے یہ اگر مان لیا جائے کہ روح کچھ کام کرتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کے لئے تو مانا جاتا ہے لیکن عام انسانوں کی ارواح کیسے اور پھر ابھی ان کی تخلیق بھی نہ ہوئی تو قبل از وقت یہ کام کیسا۔

چوتھے اگر واقعہ مان لیا جائے تو اس طرح سے حضور علیہ السلام کی تحقیر ہوتی ہے کہ آپ نے ایک امتی سے استعانت فرمائی اولاً سرے سے استعانت شرک ہے دوسرے یہ کہ نبی علیہ السلام کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے امتی سے امداد چاہے۔

الجوابات

ا۔ عالم ارواح کے وجود کا انکار سورج کے انکار سے بھی زیادہ احمقانہ حرکت ہے اس لئے کہ قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں اس کے متعلق تصریحات موجود ہیں "الست بربکم قالو ابلیٰ" کا ارشاد گرامی اسی عالم ارواح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا میثاق اور بنی اسرائیل کا عہد و پیماں وغیرہ طویل مضامین آیات قرآنیہ میں ہیں اور احادیث کے مضامین میں تو ان گنت ہیں ہم نے اس مضمون کو اپنی تفسیر میں تفصیل سے لکھا ہے۔

۲۔ اس کا جواب اوپر مذکور ہوا کہ عالم ارواح میں روحیں لاشعور نہیں تھیں اور نہ ہی بے خبر ورنہ الست بربکم کے سوال کا فہم کیسا پھر اس کے جواب میں بلیٰ کہنا کیوں۔ بلکہ ہر طرح کا

شعور اور علم و سمع و بصر تھی صرف انکار اس لئے ہے کہ اس عالم کی باتیں ذہن سے اتر گئیں ورنہ حقیقت شناس ارواح تو یوں کہتی ہیں کہ

کن فیکون تاں کل دی گل اے اساں پہلے پریت لگائی ؎

اجاں وی اسانوں اوپے ڈسدے اوہے بیلے بوٹے کا ہیں

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کل قیامت میں کفار اس دنیا میں اپنے کرتوتوں کا انکار کریں گے لیکن بحمدہ تعالیٰ اہل ایمان پر اپنی زندگی کا ماحول آنکھوں کے سامنے ہوگا بعینہ یہی بات عالم ارواح کی ہے کہ وہ دور اہل اللہ کو تا حال آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے لیکن ہمارے جیسوں کو کچھ بھی یاد نہیں۔

دوسری مثال ماں کے پیٹ میں رہنے کے بعد شیر خوارگی بچپن کی زندگی وغیرہ ان احوال میں حالات واقع ہوئے ہم نے آنکھوں سے دیکھا کانوں سے سنا۔ لیکن یاد ایک بھی نہیں۔

عقلی دلیل

اب ہم جس آنکھ کو بینا اور کان کو شنوا اور زبان کو گویا مانتے ہیں یہ بھی غور طلب مسئلہ ہے کہ آنکھ اور کان کا یہ کارنامہ اپنا نہیں بلکہ روح کا تصرف ہے اگر روح نہ ہو نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے اور نہ کان سن سکتا ہے اور نہ زبان بول سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ مردہ انسان یا حیوان میں تمام اعضاء موجود ہونے کے باوجود نہ بولا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے اس لئے کہ وہ جسم بے جان ہے (اگرچہ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق وہ سنتا بھی ہے' دیکھتا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن بالفعل تو اس سے یہ امور مفقود ہیں نہ بالقوۃ مخالفین کو اتنا تو یقین ہو گیا کہ جب اب جسمانی کارخانہ روح کی طاقت کا محتاج ہے تو ثابت ہوا کہ حقیقی شعور۔ سمع۔ بصر نطق روح کا ہے۔ جب عالم اجسام میں حقیقۃً وہی ان جملہ امور سے موصوف ہے تو پھر عالم ارواح

؎ یہ اشعار حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ گولڑوی کے ہیں (اویسی غفر لہ)

میں ماننے سے انکار کیوں۔

پھر مرنے کے بعد بھی یہی کیفیت ہے کہ جسم میں جس جوہر سے نطق سمع بصر وغیرہ حاصل تھا اب جسم سے خارج ہونے کے بعد اس کے لئے وہابیہ دیوبندیہ کو انکار کیوں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ارواح کو عالم ارواح میں ہر طرح کا شعور، سمیع بصر، نطق وغیرہا حاصل تھا۔

۳۔ عالم ارواح کا شعور مذکور عام ہے وہ انبیاء علیہم السلام کا ہو یا اولیاء کرام کا یا دوسرے عوام کا فرق کرنے کا کیا مطلب اور پھر انبیاء علیہم السلام کی ملاقات اور نماز اور مسجد اقصیٰ کی اقتدا اور حضور علیہ السلام سے باہمی گفتگو جس طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے ثابت ہے عوام ارواح کے متعلق بھی ثابت ہے کما قال النبی ﷺ انی رایت رجالا من امتی فی لیلة المعراج الخ بیشک میں نے شب معراج اپنی امت کے بہت سے لوگوں کو دیکھا اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب معراج میں ملاحظہ ہو اور قبل از وقت تحقیق کا سوال احمقانہ ہے اس لئے کہ ارواح اجسام سے ہزاروں سال پہلے پیدا ہوئیں چنانچہ چند دلائل جواب اول میں اشارۃً گذرے مزید تفصیل فقیر نے تفسیر اویسی میں لکھ دی ہے۔

۴۔ شب معراج حضور ﷺ کے لئے یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ بیت المقدس اور پھر وہاں سے لامکان تک جاتے ہوئے سواریوں کے محتاج رہے تو یہ حماقت بلکہ ضلالت ہے ورنہ سب جانتے ہیں کہ معراج پہ تشریف لے جانے میں حضور ﷺ سواریوں کے محتاج نہ تھے بلکہ جبریل علیہ السلام سے لے کر عرش معلیٰ تک جو بھی شب معراج حضور علیہ السلام کی خدمت کے لئے حاضر ہوا ہو اسکی اپنی سرفرازی اور سعادتمندی کے لئے تھا نہ یہ کہ حضور علیہ السلام کو اس کی ضرورت تھی اس لئے ہم کہتے ہیں کہ شب معراج تمام علوی

marfat.com

کائنات کر دیوں قدوسیوں عرش اور عرشیوں سمیت کو حضور ﷺ کی زیارت سے معراج ہوئی اور حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سرشاری سے معراج پایا اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب المعراج میں دیکھئے ۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ حاضر ہونے والوں کی سعادت کے لئے یا پھر ان میں اسرار اور موز مخفیہ تھے ۔ **لا یعلمها الا الله و رسوله الا عظم جل جلاله و صلى الله عليه و سلم**

منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ علویوں کو ظاہر کرنا تھا کہ جنہیں تم **اتجعل فيها من يفسد فيها و ليفك الدماء** کا طعنہ دیتے تھے ان کی حالت یہ ہے کہ اب ان کی پرواز کو دیکھو جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جبریل علیہ السلام سے پہلے بہشت میں موجود دکھایا گیا تاکہ جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ماتحت فرشتوں نے بلالی پرواز کو دیکھا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حاضری بھی اسی راز کی ایک کڑی ہے اور بتایا گیا کہ یہ پرواز صرف زمانہ نبوت تک محدود نہیں بلکہ اس امت کے بہت سے افراد کو ایسی پرواز حاصل ہے اسی پرواز کا راز سیدنا و مولانا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا عرش کے سایہ تلے گدڑی اوڑھ کر آرام فرمانے کا منظر بھی ہے اس واقعہ کی تفصیل فقیر کی کتاب سوانح اویس میں دیکھئے۔

اس کی ایک نظیر امام غزالی کا واقعہ بھی ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی باہم گفتگو ہوئی تفصیلی واقعہ فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پارہ دوم میں دیکھئے ۔ (تفریح الخاطر)

بحث سوم

نفحات الانس ۔ قلائد الجواہر، بحر السرائر، زبدۃ المو الید وغیرہا میں متفق ہو کر لکھا ہے کہ آپ کی والدہ مکرمہ فرمایا کرتیں کہ میرا لخت جگر عبد القادر رمضان شریف کے دنوں میں

marfat.com

دودھ نہیں پیا کرتے تھے ایک بار ہلال رمضان میں اختلاف پیدا ہوا لوگ سراسیمہ وحیران تھے یہاں تک کہ دن ہو گیا لیکن اختلاف نہ بوجہ شہرت کہ سادات جیلان میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا در دولت پر استفسار کے لئے پہنچ کر اطلاع دی جواب آیا کہ امروز عبدالقادر شیر نخوردہ است اس کے بعد اطراف سے بھی خبریں پہنچ گئیں کہ چاند دیکھا گیا ہے۔

اعتراض

عقل باور ہی نہیں کرتی کہ چھوٹے بچوں کو بالخصوص شیر خوارگی میں لاشعوری ہوتی ہے یہاں تک کہ معقول میں مسلم قاعدہ ہے کہ بچہ ایک عرصہ تک اتنا شعور ہی نہیں رکھتا کہ میری حقیقی ماں کون ہے اس کے سامنے جو بھی آتا ہے اسے ماں سمجھتا ہے جب اس کے گھر کی بات کا یہ حال تو پھر آسمانی امور سے اسے کیا تعلق پھر ایسے بچوں کو عبادت سے کیا واسطہ بالخصوص غذائی معاملہ تو اس کے لئے مزید نہ صرف پریشانی کا موجب ہے بلکہ موت وحیات اسی سے وابستہ ہے کہ اگر اسے ماں کا دودھ نہ ملے تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔

الجواب

یہ عام آدمیوں کے متعلق ہے اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ مادر زاد ولی تھے چند حوالہ جات اور قرآئن اور علامات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ بہجۃ الاسرار اور نور الابصار اور طبقات میں امام شعرانی قدس سرہ نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ سیدنا غوث اعظم کو والدہ کے بطن مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سو دفعہ اپنی تجلی سے مشرف فرمایا۔ کما قال ان اللہ تجلی و ھو فی بطن امہ مائۃ مرۃ

۲۔ حضرت غوث صمدانی سے کسی نے سوال کیا کہ اپنی ولایت کی کیفیت کس عمر میں آپ پر ہویدا ہوئی تو فرمانے لگے کہ لڑکپن ہی میں پوچھا وہ کیوں کر جواب دیا کہ میں مکتب جاتا تو

marfat.com

غیبی آواز سنائی دیتیں کہ ولی اللہ کو جگہ دو اسی اثناء میں ایک بزرگ بصورۃ انسان نے بوت غیبی آواز سے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے اس پر اس بزرگ نے کہا کہ یہ عظیم الشان ہوگا فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس برس کے بعد اس بزرگ کو دیکھا کہ وہ ابدال وقت سے تھا قلائد الجواہر

توفیق الٰہی ہر وقت شامل حال تھی شوق علم سے سینہ لبریز تھا نفحی مولانا جامی وغیرہ لکھتے ہیں کہ غوث صمدانی خود فرماتے ہیں کہ میں وفات والد کے بعد بھی جوان پورا نہیں تھا عرفہ کے دن بیر ونجات کے سیر کو نکلا اور بیل کے پیچھے ہو لیا اس بیل نے میری طرف پلٹ کر دیکھا۔یا عبدالقادر فالھذا خلقت وما لھذا امرت میں اس عجیب کو دیکھ کر ڈرتا ہوا پھر واپس گھر آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا مجھے اس وقت ایسا انکشاف ہوا کہ میں نے حاجیوں کو عرفات کے میدان میں دیکھ لیا پھر میں اتر کر خدمت والدہ ماجدہ حاضر ہو کر التماس کی کہ مجھے راہ خدا میں وقف فرما دیجئے اور کھلے دل سے خوشی اجازت فرمایئے کہ میں تحصیل علم بھی حاصل کروں اور صلحا کی زیارت سے شرف یاب ہوں والدہ نے مجھے اس نعتبۃً تیاری کا سبب دریافت فرمایا۔ میں نے قصہ مذکورہ من وعن سنایا آپ میری مفارقت پر آبدیدہ ہوئیں اور اسی دینار کہ متروکہ والد ماجد تھے لا کر میرے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ جس قدر مناسب ہوں لے لیجئے اور خدا حافظ میں نے چالیس دینار اٹھا لئے۔ آپ نے وہ چالیس دینار میری گودڑی میں ٹانک دیئے اور نصیحت کی اور عہد لیا کہ ہر حال مین سچ کہتے رہنا اور اجازت فرما کر وداع کرتی ہوئیں دروازے تک قدم رنجا فرمایا اور روتے ہوئے کہا کہ میں نے محض طلب رضائے الٰہی پر تمہیں اپنے پاس سے جدا کیا اور تیرے جیسے فرزند کے دیدار کو حسبۃً للہ قطع کر دیا اب بجز قیامت تیرا دیکھنا نصیب نہ ہوگا فرماتے ہیں کہ میں رخصت لے کر ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ جو بغداد کی جانب

marfat.com

جارہا تھا ہو لیا ہمدان سے جب ہم گزرے تو اچانک ساٹھ سواروں نے گھیر لیا اور قافلے کو لوٹ لیا لیکن مجھ سے معترض نہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک نے میرے پاس آکر کہا کہ اے فقیر تو بھی اپنے پاس کچھ رکھتا ہے۔ میں نے سچ کہہ دیا کہ چالیس دینار۔ اس نے پوچھا کہاں ہیں میں نے جواب دیا کہ بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہیں اس نے اس کو استہزاء خیال کر کے میرا خیال چھوڑ دیا بعدہ ایک دوسرا قزاق میرے نزدیک ہو کر پوچھنے لگا کہ آپ کے پاس کوئی چیز ہے میں نے وہی جواب دیا وہ بھی رفو چکر ہوتا نظر آتا۔ اتفاق سے انہوں نے اپنے سردار کو یہ ذکر کیا اس نے مجھے اس حالت میں بلایا کہ وہ تقسیم مال کر رہا تھا مجھے دیکھتے ہی پوچھا کہ کہاں ہیں میں نے کہا بغل کے نیچے پیراہن میں سلے ہوئے ہیں اس نے میرے کپڑے کو چیرنے پھاڑنے کا حکم دیا جتنے دینار میں نے کہے تھے اتنے نکال کر سامنے رکھ دیئے گئے پھر تعجب میں آکر سردار اقزاقان نے مجھ سے خطاب کیا کہ وجہ اعتراف کیا ہے میں نے کہا کہ میری والدہ نے مجھے صدق اور راستی کا عہد لیا ہوا تھا میں نہیں پسند کرتا کہ اس میں خیانت کروں میرے اس قول نے ایسا اثر کیا کہ وہ رونے لگا اور کہا کہ چند سال ہوئے ہیں کہ پروردگار عالم کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں اور یہ لڑکا اپنی والدہ کے عہد کی خیانت کرنا پر پسند نہیں کرتا۔ اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی پھر اس کے ماتحت بھی سب کے سب میرے ہاتھ پر تائب ہوئے اور قافلے کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا فرماتے ہیں اولاً تائبان بردست من ایشاء بودند فرماتے ہیں کہ ۸۸ھ میں بغداد داخل ہوئے اور قلیل زمانہ میں تمام علوم میں مہارت پیدا کی کہ بر اقران خود فائق شد' غوث صمدانی فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانہ میں مجھے ایسے ایسے بھوک کے صدمے ہوئے کہ عالم الغیب جانتا ہے لیکن میں نے بھی سوال نہ کیا حتی کہ چند یوم کے فاقے نے مجھے ایسا تنگ کیا کہ اگر خدائی امداد نہ ہوتی تو اس کا نبھانا ناممکن تھا آخر کار نوبت بانجار سید کہ

marfat.com

میں ایک مسجد میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک فارسی جوان جو مسجد میں آکر میرے سامنے روٹی اور بریان کھانے لگا۔ میرا نفس قریب تھا کہ بے صبری کر کے اسکے ساتھ شامل ہونے کی اجازت طلب کرے لیکن میں نے اسے روکا کہ یہ امر نازیبا ہے اتنے میں اس شخص نے خود مجھ سے صلح کی میں نے انکار کیا۔ اسنے مجھے کہا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں میں نے جواب دیا کہ جیلان کا کہنے لگا خوب۔ آپ عبدالقادر جیلانی کو پہچانتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ وہی ہے پھر وہ جوان بے چین ہو گیا اور کہنے لگا واللہ تین یوم سے آپ کی تلاش تھی آپ کی والدہ نے مجھے آٹھ دینار بھجوائے تھے کہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو دے دینا اس امانت کے سپرد کرنے کے لئے میں تلاش کرتا رہا آخر نوبت باایں جا رسید یہ کھانا بھی بوجہ تنگدستی کے آپ کی رقم سے لایا ہوں پھر معافی طلب کی اور مجھے شریک ہونے۔ کو کہا میں نے اس کی معذرت قبول کی بعد ازاں وہ کھانا ہم دونوں نے ملکر کھایا جو بچا میں نے اسی کو دیدیا اور اس رقم سے بھی کچھ میں نے اسے عطاء کیا (قلائد الجواہر)

قطع نظر واقعات مذکورہ کے حضور غوث اعظم کے مادر زاد ولی ہونے پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے اور ولی اللہ بحیثیت ولایت کے سن طفولیت و کہولیت کا محتاج نہیں ایسے عوارض اس کی ولایت کو حائل نہیں۔ علاوہ ازیں نبوت ولایت کا عکس مسلم ہے اور نبوت کے لئے مخالفین کو انکار نہیں اور ہو سکتا ہے جبکہ عیسی علیہ السلام کا طفولیت میں گفتگو کرنا اور علم و شعور نص قطعی سے ثابت ہے حضور علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام کا بولنا بھی عند المخالفین مسلم ہے۔

بلکہ متعدد اولیاء کرام کے لئے بچپن کا روزہ اور دیگر شعوری باتیں منقول مثلاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی بعض روایات سے ثابت ہے۔

بخاری شریف و دیگر احادیث کی کتب میں خورد سال بچوں کے واقعات منقول ہیں

ان میں اولیاء وغیرہ کا ذکر ہے قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے شاہد کا واقعہ ہمارے دعوئی کی بہترن دلیل ہے جبکہ اس نے پورے وثوق اور نہایت پختہ دلیل سے یوسف علیہ السلام کے متعلق شہادت پیش کی سورۃ یوسف میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

تمہید

فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جولبات میں رسالہ "التحقیق الافخم فی عرس غوث اعظم"

﴿عرف﴾

گیارہویں شریف لکھ کر ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

تمہید

ہم اہلسنت کو حضور شہنشاہ ولایت غوث الثقلین سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے خصوصی نسبت و عقیدت ہے اسی وجہ سے جس تاریخ کو آپ کا وصال ہوا اسی تاریخ کی ہم گیارہویں شریف سے موسوم کرکے خیرات کا اہتمام کرتے ہیں اسی دن فقراء و مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے ایصال ثواب کے طور پر دودھ تقسیم کرتے ہیں محفلیں منعقد کی جاتی ہیں اور شمع غوثیت کے پروانے تاجدار جیلان کی بارگاہ قدس میں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں اس سلسلہ کو اتنا وسعت ہوئی کہ اسلامی حلقوں میں ہم گیارہویں شریف کے نام سے یہ طریقہ مشہور ہوا ہے اس کے اثبات میں دلائل قرآن و احادیث کی روشنی میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ع۔ شاید کہ اتر جائے کسی دل میں میری

بات۔

مقدمہ

ا۔اس مسئلہ میں دور سابق میں کسی فرقے سے اختلاف منقول نہیں غیر مقلدین وہابی اور ان کے باقی رشتہ دار دیوبندی احراری تبلیغی کانگرسی، مودودی، غلام خانی نیچری وغیرہ وغیرہ جب سے پیدا ہوئے جہاں دوسرے مسائل میں اختلاف کیا مسئلہ گیارہویں میں بھی نہ صرف اختلاف کیا بلکہ بہت سے بد دماغ گیارہویں کا نام سن کر چڑتے ہیں اور بہت سے بدبخت گیارہویں کے ختم کو معاذاللہ حرام اور خنزیر وغیرہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں

۲۔گیارہویں شریف میں مندرجہ ذیل امور ہوتے ہیں (۱) شیرینی یا دودھ یا بکرا وغیرہ کا گوشت پکا کر فقراء اور احباء و اعزہ اقارب کے اجتماع میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے سلسلہ اولیاء و عوام کی ارواح کا ثواب بخش دیا جاتا ہے فردا فردا مخالفین ہر مسئلہ ہمارے ساتھ متفق ہیں صرف انہیں چند باتوں سے ضد ہے جنہیں تفصیل سے بعد کو عرض کیا جائے گا۔

۳۔ جہاں جہاں اسلام پھیلا وہاں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام لیواء بھی پہنچے اب جہاں آپ کو مسلمان ملے گا وہاں گیارہویں والے پیر کا مرید بھی ملے گا اور بفضلہ تعالیٰ اسلاف میں ایسے اکابر گیارہویں شریف کے پابند ملیں گے جن کے مخالفین صرف اسماء گرامی سن کر سرنگوں ہو جاتے ہیں چند ایک حضرات کے اسماء مع ان کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۴۔ امام یافعی؎ رحمتہ اللہ علیہ کتاب قرۃ الناظرہ کے صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔" ذکر یازدہم حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بود ارشاد شد اصل یازدہم این بود کہ حضرت غوث صمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ بہ چہلم نبی کریم ﷺ کردہ بودند آں

؎ یہ امام یافعی قدس سرہ کسی مولوی کا نام نہیں بلکہ وہ ایک نامور شخصیت تھی کہ جس کے شاگردوں میں مخدوم جہانیاں جہاں گشت جیسے شیخ الاسلام قدس سرہ ایک ہیں ذکر شیخنا و سیدنا السید بی الرضی الوصی ابو المحاسن سیدی الشیخ الکامل العارف المعظم المکرم ابی الفتح الشیخ حامد الحسنی الجیلانی نقلا من لورا دالقادریہ تصنیف المخدوم الاعظم الاکرم الامجد الاکرم۔

نیاز آنچناں مقبول و مطبوع افتاد کہ در ہر مہ بتاریخ یازدہم رسول مقبول ﷺ مقرر فرمودند دیگر اتباع حضرت غوث پاک بہ تقلید وے یازدہم می کردند آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شاں دوازدہم می کند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی ہفت دہم ربیع الثانی بود"

ترجمہ : حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کا ذکر تھا ارشاد ہوا کہ گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ حضور پر نور پیغمبر پاک ﷺ کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ زاں بعد آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ہی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز حضور غوث پاک کی گیارہویں شریف مشہور ہو گئی آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخ وصال سترہ ربیع الآخر ہے"

معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف اصل میں حضور ﷺ کا عرس مبارک ہے جو غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہو گیا ہم عرس کی بحث آگے چل کر عرض کریں گے۔

۲۔ حضرت شیخ عبدالحق ؎ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "ماثبت بالسنۃ ص ۶۷ میں فرماتے ہیں۔

قد اشتهر فی دیار ناهذا الیوم الحادی عشر و هو المتعارف عند مشائخنا من اهل الهند من اولاده

؎ یہ وہی شیخ عبدالحق قدس سرہ ہیں جن کی خود حضور علیہ السلام نے دستاربندی کر کے شیخ الحدیث بنا کر بھیجا آپ کے فیض سے اقلیم ہند کے علماء کہلوانے والے بریلوی دیوبندی غیر مقلدین بہرہ ور ہوئے یہ وہی شیخ ہیں جن کو حضور علیہ السلام کی ہر وقت زیارت ہو جاتی تھی اس لئے انہیں حضوری ولی کہا جاتا ہے خود اشرف علی تھانوی نے مانا ہے دیکھو الافاضات الیومیہ

ہمارے ملک میں گیارہویں شریف کا دن مشہور ہے اور یہی ہمارے مشائخ جو پیران پیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں کے نزدیک متعارف ہے اسی طرح پیرومرشد سیدنا سید بہی رضی الوصی، ابو المحاسن نے سیدنا شیخ کامل عارف معظم مکرم ابو الفتح شیخ حامد حسنی جیلانی اوراد قادریہ سے نقل کیا شیخ محقق قدس سرہ نے اسی مقام پر آپ گیارہویں شریف کو حضور غوث پاک کا عرس قرار دیا ہے اور آپ کی تاریخ وصال بھی گیارہ ربیع الآخر ہی لکھی ہے (ماثبت بالسنۃ ص ۱۲۷ میں تحریر فرمایا" هو الذی ادرکنا علیه سیدنا الشیخ الامام العارف الکامل الشیخ عبدالوهاب القادری المتقی فانه قدس سره کان یحافظ فی یوم عربیه هذا التاریخ او علی مارآی من شیخسه الشیخ الکبیر علی المتقی اومن غیر من المشائخ رحهم الله۔ یعنی یہ وہ تاریخ ہے کہ جسپر ہم نے شیخ کامل عارف عبدالوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ کو پایا ہے یہ حضرت ہمیشہ اسی تاریخ کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا عرس شریف کیا کرتے تھے یا اس سبب سے کہ اپنی پیرومرشد شیخ الکبیر علی متقی یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہے یہی شیخ محق برحق فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ امان پانی پتی علیہ الرحمۃ جو کہ اولیاء کرام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں ربیع الثانی کی دس تاریخ کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے تھے (اخبار الاخیار) حضرت ملا جیون ؎ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت ملا محمد علیہ الرحمۃ اپنی کتاب وجیز الصراط میں فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ میں مقرر فرمادیا ہے۔

؎ یہ وہ ملا جیون قدس سرہ نہیں جنھوں نے نور الانور لکھی ہے بلکہ یہ اور عالم دین ہیں جو داجل میں رہتے تھے ہمارے بعض معاصرین کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

marfat.com

روایت باسند
یعنی
گیارہویں شریف خاندان
غوثیہ مآب میں

سیدنا مرشدنا و مرشدنا شاہ عبدالحق کے حضرت موسیٰ پاک شہید قدس سرہ نے تیسر الشاغلین ص ۱۰۰ میں لکھا کہ شیخ و مولائی و سیدی و سندی وجدی حضرت قطب عالم شیخ عبدالقادر ثانی کہ در زمان خود ثانی نداشت فرزند صوری و معنوی وہم سجادہ نشین و قائم مقام شیخ محمد قادری است در کتاب اور اد قادریہ خود بخط شریف نوشتہ و درانجا نص کردہ کہ فوت غوث اعظم یازدہ شہر ربیع الثانی است وبس وے شیخی و مرشدی والی سیدی حامد کہ ہم سجادہ نشین و قائم مقام و ہم خلیفہ مطلق کامل مکمل جد خود حضرت شیخ عبدالقادر ثانی بود و درانجا کہ مشہور ایام عرائس مشائخ سلسلہ قادریہ را نجط خود نوشتہ است 'عرس حضرت غوث اعظم تاریخ یازدہم ربیع الثانی پھر لکھا ہے کہ

دیگر در بلاد عرب و عجم سندھ و ہند تاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی عرس حضرت غوث اعظم می کنند و دریں روز اطعمہ 'مجالس و انواع خیرات تبرعات می نمایند و اجماع وانعقاد عرب و عجم بریں تاریخ منعقدہ شدہ (از غوث اعظم برخوردار ص ۲۷۳)

ف: عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مشائخ سلسلہ قادریہ ہر دور میں گیارہویں شریف کرتے رہے اور وہ مشائخ ان فتویٰ باز مولویوں سے علم و عمل اور تقویٰ و طہارت میں کروڑ درجہ نہ صرف بہتر تھے بلکہ آج کل ان فتویٰ بازوں کو ان کے ایک معمولی خادم سے نسبت دینا بھی ان مشائخ کے شان کے خلاف ہے۔

marfat.com

گیارہویں کے نام سے موسوم کیوں ؟

اس سے ایک طرف دلائل سے واضح ہوا کہ قدیم الایام سے اولیاء اور مشائخ فقہاء محدثین و مفسرین گیارہویں شریف کرتے چلے آرہے ہیں دوسری طرف اس کا گیارہویں شریف کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوئی اس سے دہابیہ دیوبندیہ کا وہم دور ہونا چاہئے جب کہ کہا کرتے ہیں کہ اسے گیارہویں شریف کیوں کہا جاتا ہے اس کا ہم یہی جواب دیں گے کہ۔

۱۔ چونکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پاک کی یہی تاریخ ہے اسی لئے اس کے یوم وصال کو لفظی مناسبت سے گیارہویں کے نام سے موسم ہوئی۔

۲۔ اسی تاریخ کو اولیاء کرام و فقہاء و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک نہایت عقیدت اور بڑے اہتمام سے کرتے چلا آئے ہیں اسی شہرت کی بناء پر اسے گیارہویں سے موسوم کیا گیا۔

۳۔ اس کی اور وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ پیر پیران میر میران سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہر گیارہ تاریخ کو حضور سید الانبیاء علیٰ نبینا علیہم السلام کا عرس مبارک کیا کرتے تھے اس لئے غوث الاعظم کے شیدائی بتقلید واطاعت آنجناب گیارہویں کرتے ہیں چونکہ یہ انتساب بہ عالی جناب تھا اسی لئے یہ گیارہویں پیر پیران اور خود پیر صاحب گیارہویں والے مشہور ہوئے (کذافی انوار الرحمٰن اس کا دوسرا حوالہ امام یافعی احمد اللہ) ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

۴۔ بعض کہتے ہیں کہ جس بوڑھیا کی بارات کو سیدنا غوث اعظم نے دریا سے نکالا تھا اس نے غوث اعظم سے عقیدت کی بناء پر خیرات' صدقات' بروح غوث اعظم رضی اللہ عنہ وافر دروافر کیئے اسی لئے اس نام سے گیارہویں مشہور ہے۔

marfat.com

۵۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کے مریدین ملازمین کو دسویں کو تنخواہیں ملتی تھیں وہ سب کے سب اسی تاریخ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام ایصال ثواب بہت زیادہ کرتے تھے اسی بناء پر اسے گیارہویں کہا گیا۔

خلاصہ یہ کہ

اگرچہ گیارہویں شریف کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال آئے ہیں لیکن میرے نزدیک وہی دو قول زیادہ معتبر اور قرین قیاس ہیں۔ ا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ کے عرس مبارک پر مداومت کر رکھی تھی ان کی مداومت پر وہ تادم زیست پھر بعد وصال تا قیامت ان کے عمل کو گیارہویں اور ان کے اسم گرامی کو گیارہویں والے کہا جانے لگا اور انشاء اللہ تعالیٰ کہا جائے گا۔ ۲۔ چونکہ آپ کا وصال گیارہ تاریخ کو ہوا آپ کے وصال شریف کی نسبت سے آپ کے عرس مبارک کا نام گیارہویں شریف پڑ گیا۔

(سوال)

تم نے کہا کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال گیارہ ربیع الثانی کو ہوا حالانکہ بحر السرائر و ماثبت بالسنۃ و دیگر کتب سے کہ ۷ ربیع الثانی سے ۱۸ ربیع الثانی تک روایات ملتے ہیں کسی نے ۹ کسی نے گیارہ کسی نے ۱۳ '۱۷' ۱۸ ذکر کیا ہے۔

جواب

یہ تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق اختلافات ہے۔ یا لوگوں نے حضور سرور عالم ﷺ کے وصال شریف میں بھی اختلاف کیا ہے کسی نے ۹ بتائی تو کوئی ۱۸ ربیع الاول کہتے ہیں لیکن بعض محدثین ؎ نے اسی قول کو لیا ہے یعنی بارہ ربیع الاول ہے اسی طرح غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق جمہور کا قول گیارہ تاریخ کا ہے باقی اقوال کے لئے لا اصل لہ فرمایا چنانچہ یہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ ماثبت بالسنۃ میں گیارہ تاریخ

؎ اگرچہ یہ قول بھی ضعیف ہے تحقیق دیکھئے فقیر کا رسالہ ۱۲ ربیع الاول کو ولادت یا وفات

marfat.com

کو متعین کر کے ۱۷ ربیع الثانی کے قول کے لئے لکھا" لا اصل لہ" اور خاندان غوثیہ کا محقق ترین قول کو ہم نے پہلے لکھا ہے کہ وہ گیارہ تاریخ پہ اجماع اولیاء لکھا اور متعدد روایات میں یہی ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ ماثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال گیارہ ربیع الثانی کو ہوا اس کا حوالہ ہم پہلے لکھ آئے یہی شاہ صاحب قدس سرہ اخبار الاخیار ص ۲۴۲ میں لکھتے ہیں کہ

یازدہم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کرد ربیع الآخر کی گیارہ کو عرس کیا کرتے ہیں۔

نیز

تفریح الخاطر ص ۱۳۹ میں لکھا ہے کہ

و فی لیلۃ الاثنین بعد صلوۃ العشاء بعدی عشرۃ من ربیع الثانی سنۃ خمسماۃ واحد و ستین : حضور غوث اعظم کا وصال سوموار کی شب کو عشاء کے بعد گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ کو ہوا۔

غوث وقت حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی قدس سرہ نے فرمایا کہ مانا کہ گیارہویں تاریخ ضعیف بھی ہو تو۔

بقاعدہ اصول کہ روایت ضعیف بہ سبب کثرت عمل قوی و مفتی بہ می شود اس کے بعد فرمایا کہ بواعد اصول کا قاعدہ ہے کہ روایت ضعیف کثرت عمل سے قوی اور مفتی بہ بن جاتی ہے۔

بقواعد اصول مقرر است کہ روایت ضعیف از سبب کثرت عمل قوی و مفتی بہ میشود خلاف از وجائزنہ تیسر المشاغلین ص ۱۰۰ اور غوث اعظم ص ۲۷۳

قاعدہ اصول مسلم ہے کہ روایت ضعیف جب قوی اور مفتی بہ ہو جائے تو اسے رد کرنا یا اس

کے خلاف کرنا نا جائز ہے ۔

چونکہ ۱۷ تاریخ لکھنے والے بھی بڑے بڑے نامی گرامی علماء اور محقق تاریخ دان تھے اسی لئے اس کی توجیہہ ضروری ہے اسی لئے مسٹر طامس ولیم میل صاحب بہادر نے بھی مفتاح التواریخ نے بھی گیارہ تاریخ کو قبول کر کے آخر میں لکھا کہ سہو کاتب کی وجہ سے یہ غلطی ہوتی رہی کہ اس نے یازدہم کو ہفتدہم لکھ دیا ورنہ تحقیق وہی ہے کہ غوث اعظم کے وصال کی تاریخ گیارہ تھی بہر حال سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کی نسبت سے گیارہویں شریف کے نام مشہور ہوئی ورنہ دراصل یہ وہی ایصال ثواب یہ ہے جسکا اقرار نہ صرف دیوبندیوں کو بلکہ غیر مقلدوں وہابیوں اور نجدیوں کو بھی ہے لیکن چونکہ مخالفین کا طریقہ ہے کہ جس مسئلہ سے ضد اور عناد ہو تو اس کے خلاف بجائے صریح انکار کرنے کے طرح طرح کے حیلے حوالے بناتے ہیں۔

نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا

ورنہ ظاہر ہے کہ ہم گیارہویں شریف کو اصلی اور حقیقی ایصال ثواب کی صورت مانتے ہیں صرف بوجہ نسبت کے نام علیحدہ رکھ دیا ہے ہزاروں عبادات ہیں جنہیں معمولی نسبت سے علیحدہ نام دیا جاتا ہے ۔

۱۔ تسبیح فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو کون نہیں جانتا ۔ وہ ایک عبادت ہے لیکن اسے چونکہ بی بی صاحبہ سے نسبت ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہوتی ہے ۔

۲۔ صلوۃ التسبیح اگرچہ وہ ایک نماز ہے لیکن چونکہ اس میں تسبیح بار بار پڑھی جاتی ہے اس لئے اس نام سے موسوم ہے

وہابیوں دیوبندیوں کے لئے مقام عبرت

چونکہ شرعی اصول کے مطابق "گیارہویں شریف" ایک مقدس عمل اور متبرک فعل

marfat.com

ہے جس سے ہزاروں بلکہ بیشمار فیوض وبرکات نصیب ہوتے ہیں لیکن انہیں جو اس طریقہ کار سے حقیقی طور نسبت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوپاکستان کے علاوہ ممالک اسلامیہ کے ہر خطہ میں گیارہ ربیع الثانی عرس شریف اور ہر ماہ کی گیارہ بلکہ ہر روز اہل اسلام انواع واقسام کے طعام وفواکہ حاضرین علماء واہل تصوف فقراء اور درویشیوں کے پیش کئے جاتے ہیں وعظ اور نعتیہ نظمیں بھی بیان ہوتی ہیں خوش بختوں کی گیارہویں شریف کی محفلوں میں اولیائے کاملین کی ارواح طیبہ تشریف لاتی ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں سے ایک مکتوب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ دوزانو اور حضرت جنید رضی اللہ عنہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں استغنا' ماسوا اللہ اور کیفیات فناہ آپس میں جلوہ نما ہیں یہ سب کھڑے ہو گئے پھر بعد کو چل پڑے۔

میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے استقبال کے لئے جارہے ہیں آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں حضرت علی نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت وعظمت کیساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ایک حجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام کمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں اس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا کہ : "**امروز عرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عرس بردند**" یعنی آج غوث اعظم کا عرس

تھا یہ حضرات اسی میں تشریف لے گئے تھے (کلمات طیبات شاہ ولی اللہ صفحہ نمبر ۷۸)

بحمدہ تعالیٰ یہ کیفیت اکثر بزرگوں کے اعراس میں ہوتی ہے اسی وجہ سے ہم اور ہمارے عوام گہری دلچسپی اور عقیدتمندی کے ساتھ اعراس کی حاضری دیتے ہیں لیکن شوم بخت نے اپنے گندے اور غلیظ حملے کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا حضرت مرزا مظہر جان جاناں کیساتھ پیش آنے والا واقعہ غیر مقلدین کے لئے بالعموم اور دیوبندیوں کے لئے بالخصوص دعوت غور و فکر ہے غیر مقلدین تو اس لئے کہ یہ لوگ شاہ ولی اللہ کی علمی شخصیت کے پورے طور پر معترف ہیں اور اس واقعہ کو نقل کرنے والے شاہ ولی اللہ ہیں اور دیوبندی اس لئے کہ وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی عظیم المرتب شخصیت کے نہ صرف مداح ہیں بلکہ انہیں بظاہر اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں کیا یہ واقعہ واقعی طور پر ان لوگوں کے لئے موجب غور و فکر ہم کہتے ہیں کہ اگر بغور اس عبارت کو پڑھا جائے تو ہمارے اور ان کے مابین کوئی ایک چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی باعث نزاع نہیں رہ سکتا لیکن ہم نہایت فخر کے طور کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ آج بزرگوں کے اعراس بالخصوص حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عرس پاک میں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی شراکت ہوتی ہے خواہ ان کے مزاراعت پر ہوں یا جہاں پر مواقع میسر آئیں۔

اعراس اولیاء کرام بالخصوص حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پاک میں شمولیت کرنے والوں کی سربراہی شیر خدا مشکل کشا' حیدر کرار سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم' سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر فرماتے ہیں ممکن ہے اس طرح اور مقدس ارواح بھی تشریف لاتے ہوں۔

خوش قسمت سنی

دور حاضر میں خوش قسمت ہے وہ گھرانہ جہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ یا کسی اور

بزرگ کامل کی یاد میں خیرات وصدقات کے ساتھ ایسی محفلیں و مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں لیکن افسوس ہے ان بد قسمتوں پر جو ایسی مقدس و متبرک مجلسوں کا نہ صرف مذاق اڑاتے ہیں بلکہ اسے شرک جیسی غلیظ اور گندی گالی سے نوازتے ہیں دنیائے عالم میں ہزاروں بلکہ بیشمار ایسے واقعات ہو رہے ہیں کہ یہی شرارتی ٹولہ ایک طرف ایسی پاک اور مقدس محفل اور ایسے محبوب اور مرغوب غذا کو خنزیر اور دیگر خرافات بکتے ہیں لیکن ہاضمہ ایسا کہ جب شروع ہو جائیں تو "ہل من مزید" کا شور مچاتے ہیں اور کھائیں تو سیر نہیں ہوتے پالتی لگا کر بیٹھیں گے تو لقمہ بر لقمہ اٹھاتے ہوئے دم تک نہ لیں گے پھر عادت سے مجبور ہیں پوچھنے پر فتویٰ جڑ دیں گے کہ گیار ہویں حرام وغیرہ وغیرہ۔

مکالمہ شوخ چشم وہابی اور حاضر جواب سنی

ہمارے ایک بزرگ دوست نے ایسے حرا مخور مفتیوں اور شوخ چشم وہابیوں کا ایک منظوم مکالمہ لکھا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

نظم

بندہ مسلماں ایک تھا — اس کا عقیدہ نیک تھا
تھا غوث اعظم پر اسکا یقیں — اس نے پکائی گیار ہویں
وہ سادگی سے بے خبر — لے آیا اک ملاں کو گھر
ملاں تھا سنی ظاہراً — پکا وہابی باطناً
کھانے کو سنکر آگیا — سب اس کے چاول کھا گیا
کھا کے یوں بکنے لگا — یہ شرک توں نے کیوں کیا
سنی بھی اس کو کہنے لگا — میرا جواب بھی سنتا جا
آج میں سمجھوں گا یوں — دل کو تسلی دوں گا یوں

marfat.com

ناغہ میرا اس پل سہی　　پھر گیارہویں کل سہی

چاول جو توں نے کھالئے　　بے شک وہ ضائع ہوگئے

کتا میرے گھر آگیا

سب میرے چاول کھا گیا

ہوشیار سنو! ہوشیار

آپ حضرات نہایت سادہ دِل واقع ہوگئے ہیں اگرچہ آپ کو اپنے عمل کا ثواب مل ہی جائیگا لیکن فائدہ کیا کہ ایک عیار مکار آپ کا مال کھائے بلکہ چاہیئے کہ جیسے رزق طیب ہے اسکا کھانے والا بھی طیب ہو کیونکہ " الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات " قرآن مجید کا فیصلہ ہے ان غریبوں کو کوا، گوہ، کچھوا ودیگر غلیظ غذائیں چاہیے جیسا کہ ان کا مذہب ہے اور قرآن مجید کا فیصلہ کیا ہے۔ الخبیثات للخبیثین والخبیثون اللخبیثات

گیارہویں شریف کی حقیقت کیاہے

جیسا کہ ہم نے مختصر طور پر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شہنشاہ بغداد حضور غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال پاک کی تاریخ گیارہ ربیع الآخر ہے اور گیارہویں شریف منانے کی خصوصی وجہ یہی ہے نیز لولیائے متقدمین لور جمیع اہلسنّت کا اس پر صدیوں سے عمل رہا ہے کہ وہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پاک کی تاریخ پر کھانا وغیرہ آپ کی نیاز کا پکا کر غرباء مساکین میں تقسیم فرماتے لور قرآن مجید کی تلاوت کر کے طعام وکلام کا ثواب سیدنا غوث اعظم کے حضور میں پیش کرتے۔

منکرین کی طرف سے عام طور پر جو اہلسنّت پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر ہوتا ہے اس کا اہم جز گیارہویں شریف ہے جیسا کہ آپ اپنے اپنے علاقہ میں آزما کر دیکھ سکتے ہیں کہ جو

ے تفصیل فقیر کی کتاب آئینہ وہابی نما اور آئینہ دیوبندی نما ۱۲ میں ہے

marfat.com

مسلمان گیارہویں کا طعام پکائے گا تو فوراً یار لوگ کہہ دیں گے یہ بدعتی ہے حالانکہ گیارہویں شریف کے متعلق سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہے چنانچہ شیخ محقق امام المحدثین خاتم الاولیاء سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتب "ماثبت بالسنۃ "اور اخبار الاخبار میں نہایت شرح سے تحریر فرماتے ہیں اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کون ہیں اور آپ کا علمی اور روحانی مقام کیا ہے یہ محتاج تعارف نہیں۔نجدی وہابی بالعموم اور دیوبندی وہابی بالخصوص آپ کے کمالات علمی کے معترف ہیں مذکورہ بالا دونوں کتب کے دیباچہ مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتا ہے کہ اس کتاب کی عظمت اور صحت کی اس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہوگی کہ اس کے مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی میں دوسری کتاب اخبار الاخیار کے دیباچہ میں یہی صاحب اس طرح رقمطراز ہوئے ہیں کہ اولیاء اللہ کے حالات میں اخبار الاخیار دنیا کی بہترین کتاب اس لئے ہے کہ اس میں ہر واقعہ کو مصنف نے حدیث کی طرح سندیں حاصل کر کے تحریر فرمایا ہے بہر حال شاہ عبدالحق محدث دہلوی ایک ایسی عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کو علوم حدیث کے مطالب و معارف سے روشناس کرایا جسکے اپنے پرائے سب معترف ہیں حتیٰ کہ وہابیوں کے امام صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ میں آپ کے مزار پر گیا تو وہاں رحمت کی برسات ہوتی تھی مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حضوری حاصل تھی (الافاضات الیومیہ فوائد جامعہ) شاہ عبدالحق صاحب قدس سرہ العزیز کا یہ تعارف اس لئے کروایا گیا ہے تاکہ منکرین گیارہویں شریف تھوڑا سا غور کریں اور بریلیوں کو بدعتی کہنے کے بجائے اس بات کو سوچیں کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جس وقت "نہ بریلوی تھے اور نہ دیوبندی اور نہ غیر مقلد وہابی تھے اور نہ مقلد وہابی "اگر

marfat.com

اس وقت جنہیں شیخ محقق علیہ الرحمۃ کامل اولیاء اللہ سے شمار کرتے ہیں گیارہویں شریف کی بدعت کا ارتکاب کرتے تھے تو پھر آج بریلویوں کو نشانہ ستم کیوں بنایا جاتا ہے اگر وہابیوں کے امام شاہ صاحب کے مزار پر رحمت کی برسات نظر آتی ہے اور دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی آپ کو صاحب حضوری سمجھتے ہیں تو پھر یہ تصور کسی طرح بھی نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں شرف باریابی حاصل کرنے والا شخص نہ صرف یہ کہ بدعت کی ترغیب دے بلکہ بدعات کے ارتکاب کرنے والوں کو کامل اولیاء اللہ کے رنگ میں پیش کرے ۔

اہلسنّت کے دلائل

تمہید

جو لوگ گیارہویں کو بدعت و حرام کہتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں

۱۔ کم علمی کی وجہ سے اصول قرآن و حدیث اور صحت معلومات سے معذور ہیں

۲۔ وہ علم کے باوجود دیانت سے کام نہ لیتے ہوئے محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے مخالفت کرتا ہے۔

۳۔ گیارہویں شریف کو صرف اس لئے بدعت و ناجائز کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان کے اکابر اسے بدعت و ناجائز کہتے ہیں

جو لوگ دیانت علمی سے کام نہیں لیتے اور محض ہٹ دھرمی کی بناء پر اسلامی اتحاد کو مکدر بناتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ لوگ آج ہماری بات مانیں گے نہ بعد کو بلکہ ان کی قسمت میں نہ ماننا ہی لکھا ہے ہاں اگر کوئی فقیر کی تحریر کو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ کرے تو انشاء اللہ غلط فہمیوں کا ازالہ ممکن ہے ۔

دلیل اول

marfat.com

فقیر نے پہلے متعدد حوالہ جات پیش کئے ہیں کہ گیارہویں شریف کا عمل مدت سے قدماء صالحین و علماء راسخین و مشائخ کاملین میں معمول و مقبول رہا ہے اور فقیر نے ایسے نامور علماء و فقہاء و محدثین و مفسرین اور اولیاء مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی پیش کئے ہیں جن کا صرف نام مبارک اہل اسلام کے لئے موجب فخر و ناز ہے اور ان میں وہ حضرات مذکور ہوئے جن کے علم و عمل پر اسلام کو ناز ہے آجکل کے ہر فرقہ کے علماء ان کے نہ صرف خوشہ چین ہیں بلکہ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو موجودہ ہر فرقہ کے علماء کو ان کے ادنیٰ شاگردوں کے سامنے طفل مکتب کا مرتبہ مل جاتا تو یہ صاحبان اپنے لئے باعث برکت اور موجب رحمت سمجھتے۔

وہ حضرات قرآن واحادیث موجود علماء سے زیادہ ماہر و حاذق بلکہ روح اسلام کی بھی روح تھے جبکہ انہیں اسلام کے ہر مسئلہ کی تحقیق و تدقیق وافر در وافر نصیب تھی وہ بدعت کو بھی جانتے تھے اور سنت کو بھی لیکن باوجود اینہمہ گیارہویں کے نہ صرف قائل بلکہ عامل تھے اسی لئے ہم موجودہ دور کے محققین کی ہر نئی تحقیق کو تو دیوار پر مار سکتے ہیں لیکن ان کی تحقیق کو نہ صرف جائز بلکہ اپنے لئے حرز جان اور روح ایمان مانیں گے اس لئے کہ ان حضرات کے لئے نبی اکرم ﷺ نے پہلے کئی عرصہ اپنی امت کو سمجھایا "ما راہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن" جس کو مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے

ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ لاتجتمع امتی علی الضلالۃ

میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا

جب حضور نبی کریم ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی ہے اور اسلاف میں بھی گیارہویں شریف کے متعلق کسی معتبر عالم دین کا انکار موجود نہیں تو پھر چند ضدی ملوانے

marfat.com

انکار کرتے ہیں حرج کیا ہے انکی بھی صرف ہٹ دھرمی اور ضد ہے اور بس۔

ورنہ منصف مزاج مسلمان ان سے صرف یہی سوال کر کے سوچ لے کہ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ جس عمل کے عامل تھے کیا وہ بدعتی تھے اور حرامخور اور اگر معاذ اللہ وہ ایسے تھے تو پھر وہ اولیاء اللہ کہلانے کے حقدار کیسے حالانکہ مخالفین اب بھی انہیں اولیاء مانتے ہیں چونکہ بدعت انکا خانہ ساخت فتویٰ ہے فلہٰذا اسے پھینک دو کہ یہ انڈے ہیں گندے

دلیل نمبر ۲

گیارہویں شریف "ایصال ثواب" ہے جیسا کہ ہم نے رسالہ ہذا کے ابتداء میں عرض کیا ہے جب یہ ایصال ثواب ہے تو حرام کیوں۔ اسکی حرمت چند صورتیں مخالفین پیش کرتے ہیں اگرچہ مخالفین کے ہر اعتراض کے لئے ایک علیحدہ تصنیف ضروری ہے لیکن رسالہ ہذا کی مناسبت سے مختصراً ہر ایک جواب کا قرآن وحدیث اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اعتراضات جوابات

(۱)

اگر گیارہویں شریف ایصال ثواب ہے تو اسے گیارہویں شریف کیوں کہتے ہیں اصلی نام کیوں نہیں لیتے۔

جواب

نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا اس کے چند دلائل فقیر نے پہلے عرض کئے ہیں چند اور لیجئے۔

۱۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام سکھایا اس وقت ہر مسئلہ صحابہ کے دل ودماغ پر اثر کرتا چلا گیا لیکن انہوں نے کبھی کسی مسئلہ کو مستقل نام سے نہیں پکارا

ے چونکہ ایصال ثواب متفق علیہ مسئلہ ہے اس لئے اس پر دلائل لکھنے کی ضرورت نہیں۔

marfat.com

لیکن آج ہم نے انہیں مسائل کو ایک ہیئت مستقلہ میں لاکر کسی فن کا نام "حدیث کسی کا تفسیر کسی کا فقہ وغیرہ وغیرہ پھر ہر ایک کے لئے ہم نے ہزاروں نہیں بے شمار ایجادیں کی ہیں۔

۲۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو علمی و عملی دولتوں سے نوازا لیکن آپ کے دور میں ہماری ایجاد کردہ اصطلاحیں نہیں تھیں مثلاً پڑھنے کی جگہ کا نام مدرسہ دارالعلوم، درس گاہ، جامعہ وغیرہ وغیرہ اور پڑھانے والا معلم، مدرس استاذ وغیرہ اور پڑھنے والے طلباء، طالبعلم، متعلم، تلمیذ وغیرہ وغیرہ اس طرح ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں العاقل تکفیہ الاشارہ تفصیل فقیر کی کتاب العصمۃ عن البدعۃ میں ہے۔

جواب نمبر ۲

ایصال ثواب عام لفظ ہے جو عوام کے لئے سجتا ہے ہم اہل سنت چونکہ باادب واقع ہوئے ہیں اسی لئے ایک شیخ کامل کے ایصال ثواب کے نام کو نمایاں کر کے عوام میں ولی کامل کی شان کا امتیاز کراتے ہیں تاکہ ولایت کی عظمت کا سکہ دلوں پر بیٹھ جائے اور یہی عین فطرت ہے چنانچہ ہم سب آدم زادے انسان یا آدمی کہلاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک دوسرے سے ممتاز کرنے سے مختلف قومیں بنائیں تاکہ التباس نہ ہو کما قال وجعلنا کم شعوبا و قبائل التعارفوا ۔

چونکہ ایصال ثواب ایک عام حیثیت تھی پھر ہم نے انہیں مختلف شعوب و قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے سے متعارف ہو یعنی ایصال ثواب انبیاء و اولیاء کے نام نکلنے کو اعراس اور غوث اعظم کے عرس کو گیارہویں سے موسوم کیا بتایئے اس میں کونسا حرج ہے۔

سوال

marfat.com

تمہارے اس دوغلہ پالیسی سے ہم شاکی ہیں ایصال ثواب تو اللہ تعالی کے لئے ہوتا ہے اور تم اسے غوث اعظم کے نام کرتے ہو۔

جواب

یہ اہلسنت پر بہت بڑا بھاری بہتان ہے اور تقریباً ایسے غلط تاثرات دے کر عوام کو وہابی دیوبندی اپنے دام تزویر میں پھنسا لیتے ہیں ورنہ ہم نے بارہا کہا لکھا اور کہتے ہیں اور کہتے رہیں گے کہ ہم بھی گیارہویں یا اعراس یا دیگر نذر و نیاز سب اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور ثواب انبیاء و اولیاء اور غوث اعظم کے ارواح مقدسہ کو پہنچاتے ہیں باقی رہا ان اشیاء پر انبیاء و اولیاء اور غوث اعظم کے نام لیا جانا یہ مجاز ہے اور ایسے مجازات قرآن و احادیث اور محاورات عرب اور ہمارے عرف میں کثیر الرواج اور روزمرہ کا معمول ہیں

چند احادیثی شواهد

"عن سعید بن عبادة قال یا رسول الله ﷺ ان ام سعدمات فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بیرأة و قال هذه لام سعد(ابو داؤد شریف) نسائی از مشکوة باب فضل الصدقه. ترجمہ: سعید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سعد کی ماں یعنی میری ماں مر گئی ہے پس کونسا صدقہ بہتر ہے آپ نے فرمایا۔ پانی' پس سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے"

اس روایت میں ظاہر ہے کہ کنواں کھدوایا تو خدا تعالیٰ کے لئے گیا اور اس کا ثواب بھی ام سعد کے لئے مطلوب ہے لیکن حدیث شریف میں صرف لام سعد ام سعد کے لئے کا لفظ ہے یہی ہم کہتے ہیں۔

۲ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروری ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کون ہے جو میرے لئے مسجد عشاء میں چار رکعت پڑھے اور کہے "ھذہ لابی ھریرۃ" یہ ابوہریرہ کے

لئے ہے (مشکوۃ شریف باب الفتن) اس سے حضرت ابو ہریرہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ نماز کا ثواب ابی ہریرہ کے لئے ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا بلکہ ابو ہریرہ کا نام لیا اسی سے نہ حضرت ابو ہریرہ کو کوئی مشرک کہہ سکتا ہے اور نہ اس اصحابی کو ہم کہتے ہیں پھر رہی گیار ہویں غوث پاک کی، تو ہم مشرک کیوں مخالفین کو مذکورہ روایات کے متعلق مابہ الامتیاز واضح کرنا چاہئے بلکہ ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والے تمام امتیوں کا نام لیا۔ ملاحظہ ہو۔

من جابر بن عبدالله قال شهدت مع النبی ﷺ الاضحی بالمصلیٰ فلما قضی خطبة نزل عن منبره فاتی بکبشین فذبحه رسول الله ﷺ بیده و قال بسم الله و الله اکبر هذا اعنی و عمن لم یضح من امتی (رواۃ الترمذی ص ج ۱۔ مشکوۃ شریف ص ۱)

ترجمہ: ر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کے ساتھ عبد الضحیٰ کے دن میں حاضر تھا آپ جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو منبر سے اترے پس آپ کی خدمت میں دو بکرے حاضر کئے گئے بس ذبح فرمائے آپ نے اپنے دست مبارک سے اور فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر واللہ اکبر یہ میری طرف سے اور اس کی طرف سے جس میرے امتی نے قربانی نہیں کی۔

اس میں قربانی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور اس کا ثواب بندوں کو پہنچانا مطلوب ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ تو جائے اللہ تعالیٰ کے نام لینے کے بندوں کا نام لیا جائے تو حرج نہیں دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ نے قربانی کرتے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری اور میری تمام امت کی طرف سے ہے چونکہ یہ بحث "ماا هل لغیر الله" سے متعلق ہے اسے فقیر نے اپنی تفسیر اویسی میں تفصیل سے لکھا ہے اسی لئے انہی تین احادیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

marfat.com

عقلی دلیل

چونکہ ہر فرد جانتا ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت و مجاز کا ہے جس طرح کائنات کی ہر چیز کا ملک و متصرف حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اسی طرح ہر قسم کی گیارہویں دیگر نذر و نیاز، حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔

گیارہویں شریف نیاز وغیرہ کے طور پر انسانوں سے منسوب کی جاسکتی ہے جیسے فلاں کی روٹی اور فلاں کا مکان وغیرہ وغیرہ ۔

اگر حقیقت مجاز کے اس مسئلہ پر اعتقاد و یقین نہ رکھا جائے تو پھر دنیا کی کوئی چیز کسی دوسرے سے منسوب نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی حلال اور جائز رہ سکتی ہے تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر کا مطالعہ کیجئے۔

سوال

اگر واقعی گیارہویں شریف ایصال ثواب ہے تو پھر تم اسے نذر و نیاز سے کیوں تعبیر کرتے ہیں حالانکہ نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی خاص باتوں کو پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرتے ہو اسی لئے مشرک ہو۔

جواب

یہاں بھی وہی حقیقۃً و مجاز والی بات ہے اس لئے کہ ہم نے نذر و نیاز مجازاً ہدیہ و تحفہ پر استعمال کرتے ہیں اور یہ ہمارا ادب ہے کہ ہم اولیاء و انبیاء علیہم السلام کے ایصال ثواب کو نذر و نیاز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ اس لئے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو زندہ مانتے ہیں اور یہ بحث اپنے مقام پر حق ہے اور شرعی امور میں سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن میں شرعی اصطلاحات کو مجازاً دوسرے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جسے فقیر نے متعدد مثالیں اپنی تفسیر میں لکھیں ہیں یہاں صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے جس سے غیر مقلدین اور

marfat.com

دیوبندیوں کا منہ تو بند ہو سکتا ہے لیکن ضد البتہ نہیں جائے گی اس لئے کہ وہ لاعلاج بیماری ہے۔

حضرت ملاں جیون صاحب نورالانوار استاذ سلطان عالمگیر اورنگزیب رحمتہ اللہ علیہا۔

ومن ھھما علم ان البفرة المندورة للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب (تفسیر احمدیہ)

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لئے لائی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال وطیب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

اپنے والد شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ کا حال لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمتہ کے مزار پر زیارت کو تشریف لے گئے جب آنے لگے تو حضرت مخدوم اللہ دیا نے مزار سے ارشاد فرمایا اے عبدالرحیم ذرا ٹھہرو۔ کچھ کھا کر جانا یہ سن کر والد صاحب ٹھہر گئے پھر ایک عورت اپنے سر پر چاول شیرینی لے کر آئی اور عرض کی کہ میں نے نذرونیاز مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند گھر آئے گا میں اس وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کے دربار میں ٹھہرنے والوں کو پہنچادونگی وہ اسی وقت آگیا اور میں نے یہ نذر پوری کردی اصل عبارت پڑھئے۔

آں گاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی بر سر وگفت نذر کردم کہ اگر زوج من بیامد ہماں ساعتے طعام پختہ بہ نشیندگان درگاہ مخدوم اللہ دیہ رسانم دریں وقت آمد نذر ایفاء کردم وآرزو کردم کہ کسی آنجاباشد تناول کند۔ (انفاس العارفین ص ۴۴)

اس حکایت سے کئی مسائل مرتب ہوتے ہیں انہیں فقیر نے کرامت اولیاء

کتاب میں تفصیل سے لکھا ہے۔

وہابیوں دیوبندیوں کے پیشواؤں نے بھی لفظ نذر و نیاز تحائف و داہدایا بالخصوص اولیاء کرام وانبیاء علیہم السلام کے لئے بھی استعمال کیا ہے اگر یار لوگوں کو مشرک و بدعت کے فتویٰ بازی کا شوق ہے تو ذراع ایک فتویٰ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے لئے بھی شائع فرما کر ماجور من اللہ ہوں۔

سوال

ایصال ثواب کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن یہ جو تم معین کر کے گیارہویں یا عرس وغیرہ کرتے ہو یہ ناجائز ہے اور کسی شرعی فعل کو معین کیا جائے ۔

جواب

وہابیوں دیوبندیوں نے شریعت پاک پر بہتان باندھا ہے کہ کسی نیکی کو معین کیا جائے تو وہ حرام ہے ہم عوام دیوبندیوں وہابیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مولوی کے قرآن مجید کی صرف ایک آیت پڑھوائیں جس میں حکم ہو کہ جائز طریقہ کی تعین حرام ہے حالانکہ آیات قرآنی کا کوئی جملہ اور احادیث مبارکہ کے تمام تر ذخیرہ سے ایک حدیث یا حدیث کا ایک جملہ بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں تعین ایام کو اشارہ کنایہ سے بھی حرام اور بدعت وغیرہ کہا گیا ہو۔

اسی طرح

تمام تر اقوال اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایک قول بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں تعین ایما کی تردید کی گئی ہو۔

اور اگر ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ درست ہے اور مخالفین ہمارے اس دعویٰ کو قرآن کے دلائل سے توڑنے کی ہمت نہیں رکھتے تو پھر مجبوراً کہنا پڑے گا۔ لعنت اللہ

marfat.com

علیٰ لگاذبین۔

حالانکہ

شریعت کے اکثر امور تعینات کے بغیر ہوتے ہی نہیں اور خود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے بہت سے امور متعین فرمائے فقیر نے اس موضوع رپ ایک مستقل رسالہ لکھا ہے ۔فی الحال چند ایک دلائل پیش کرنا ہے تاکہ ناظرین یقین کر سکیں کہ شریعت معطبوبہ میں تعین برائے مصلحت نیکی کے امور میں شرعاً جائز ہے۔

عقلی دلیل

نظام کائنات کا وہ کون سا کام ہے جس کے لئے کوئی دن معین نہیں نوع انسان کی تخلیق سے لے کر عالم آخرت تک کوئی بھی قضیہ تعین یوم سے خالی نہیں بچے کی پیدائش کا دن معین ہے شادی کا دن معین ہے موت کا دن معین ہے بہار و خزاں کے دن معین ہیں روزہ' نماز' حج' زکوۃ کے دن معین 'غرض دینی و دنیوی امور معین ایام ہی میں انجام پذیر ہوتے ہیں اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تعین یوم کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں ان کا اپنا کوئی کام بھی معین دن کے بغیر نہیں ہوتا جلسوں کے دن معین کانفرنسوں کے دن معین' تبلیغی دوروں کے دن معین اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو تعین یوم کا انکار کرنا قانون فطرت ہی کے خلاف ہے کیونکہ اگر تمام امور یوں ہی بے قائدگیوں او جر بغیر تعین ایام کے شروع کر دیئے جائیں تو حیات ہی درہم برہم ہو جائے گا یہ مسئلہ اتنابدیہہ ہے جس پر دلائل کی چنداں ضرورت نہیں۔

یہ تعینات

گیارہویں شریف اور اعروس اور دیگر اور ایصال ثواب جیسے نیک امور کے لئے کئے جاتے

marfat.com

ہیں کفر، شرک بدعت حرام اور ناجائز کیوں ہو جاتے ہیں کیا کوئی شخص دین و دنیا کا کوئی کام بغیر دن اور وقت کے تعین کیے سرانجام دے سکتا ہے۔

اپنی پیدائش سے لیکر مرتے دم تک انسان ایام و اوقات کا پابند ہوتا ہے یا پابند کر دیا جاتا ہے ہم یہاں مثالیں نہیں بیان کریں گے بلکہ ہر ذی شعور سے درخواست کریں گے کہ خدارا سوچئے اور خوب سوچئے کہ کیا دن اور وقت کا تعین کرنا فی الواقع موجب کفر و شرک ہے یا بھٹکے ہوئے ذہنوں کی اختراع اور بہکے ہوئے دماغوں کی یاوہ گوئی اور بے ہودگی کی منہ بولتی تصویر ہے ہماری اس درخواست پر جو لوگ غور فرمائیں گے ان کی نوازش ہے اور جن کے ذہن اب بھی ان بھٹکے حضرات صاحبان کے فرامین تعصب آفرین میں الجھے ہوئے ہیں وہ اب ضرور دیکھیں کہ تعینات ایام کے متعلق شریعت کا مقدسہ کا کیا حکم ہے ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید

۱۔ رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا **وذکرھم بایام اللہ** یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں جیسے غرق فرعون من و سلویٰ کا نزول وغیرہ۔

فائدہ : معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔

۲۔ مشکوۃ کتاب الصوم میں ہے **سئل رسول اللہ ﷺ عن صوم لیوم الاثنین فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی** یعنی حضور علیہ السلام سے دو شنبہ روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی۔

فائدہ : حدیث سے ثابت ہوا کہ یادگار منانا سنت ہے اس کے لئے دن مقرر کرنا سنت، حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت، عبادت خواہ بدنی ہو جیسے کہ

روزہ اور نوافل یا مالی جیسے کہ صدقہ و خیرات تقسیم شیرینی وغیرہ۔

۳۔ مشکوۃ یہی باب فصل ثالث میں ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فنحن احق و اولیٰ موسی منکم ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں فصامه وامر بصیامه خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزے کا حکم دیا چنانچہ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے۔

۴۔ مشکوۃ کے اسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا سال آئندہ اگر زندگی رہی تو ہم دو روزہ رکھیں گے یعنی چھوڑا نہیں بلکہ زیدتی فرما کر مشابہت اہل کتاب سے بچ گئے۔

۵۔ یہ نمازیں گزشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آکر رات دیکھی تو پریشان ہوئے صبح کے وقت دو رکعت شکریہ ادا کیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمعیل علیہ السلام کا فدیہ دنبہ پایا۔ لخت جگر کی جان بچی۔ قربانی منظور ہوئی، چار رکعت شکریہ ادا کیں۔ یہ ظہر ہوئی وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعت بھی دیگر انبیاء کی یادگار متعین یادگار دین ہیں۔

۶۔ حج تا آخر جرہ واسمعیل وابراہیم علیہم السلام کی یادگار ہے اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا مگر صفا و مروہ کے درمیان چلنا، بھاگنا، منیٰ میں شیطان کو کنکر مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے محض، یادگار کے لئے اور پھر متعین اوقات میں۔

خلاصہ

بہر حال تعین نہ شرعاً حرام ہے نہ اس پر لفین کے پاس کوئی دلیل ہے۔ ہاں چند ایسے امور

marfat.com

ہیں جنہیں ہم بھی ایسی تعین کو منع کرتے ہیں وہ چند امور مندرج ذیل ہیں۔

وہ دن یا جگہ کسی بت سے نسبت رکھتی ہو جیسے ہولی' یولی کو اس کی تعظیم کے لئے دیگ پکا یا مندر میں جاکر صدقہ کرنا۔ اس لئے مشکوۃ باب النذر میں ہے کہ کسی نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی میت کی تو فرمایا کیا وہاں کوئی بت یا کفار کا میلہ تھا عرض کیا نہیں۔ فرمایا جا اپنی تذر پوری کر۔ اس تعین میں کفار سے بہت مشابہت ہو۔ واجب جاننا وغیرہ وغیرہ اور ہم اہل سنت کے جملہ معاملات میلاد شریف رجبی شریف 'اعراس مبارکہ' گیارہوین شریف' جمعراتین' چہلم' برسی وغیرہ بقدر ضرورت فقیر نے یہاں مختصرا لکھ دیا ہے تفصیل کے لئے الحبل المتین فی تحقیق التیعین۔ دیکھئے

گیارہویں شریف ایصال ثواب کا دوسرا نام ہے اس میں خیرات و صدقات اور کلام الہی' مجلس وعظ وغیرہ کا ثواب سیدنا وغوثنا وغیاثنا ماوانا ملجانا محبوب رب العالمین غوث اعظم محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی روح مبارک کو ایصال ثواب ہوتا ہے اسکے ہر جز پر وہابیہ دیوبندیہ کو اعتراضات ہیں اسکے لئے علیحدہ علیحدہ تصانیف چاہیں جنہیں علماء اہلسنّت نے مدلل لکھا ہے انشاء اللہ تعالی ثم انشاء رسولہ الاعلی ﷺ فقیر کو فرصت ملی تو ان پر علیحدہ علیحدہ رسالہ تحریر کرونگا۔

فقط والسلام

الفقیر القادری ابو صالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور (پاکستان) ۱۹۹۸-۱۰-۲۰

marfat.com

عربی کے بعد اردو زبان میں اہل سنت کے لئے عظیم علمی اور روحانی تحفہ

تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان

مترجم: عمدۃ المفسرین، سند المحدثین، استاذ العلماء، فیض ملت حضرت علامہ

محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ

گیارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم معارف کامل علامہ محمد اسماعیل حقی قدس سرہ کی تفسیر روح البیان مستند تفاسیر کا خلاصہ، کتب احادیث وفقہ کے معتبر حوالوں سے مزین بے شمار معارف وحقائق کا گنجینہ اور اہل ایمان و عرفان کیلئے سرمہ بصیرت ہے خاص و عام اردو خواں طلبہ وعوام کی دینی معلومات میں بھی اس کے مطالعہ سے بیش بہا اضافہ ہوتا ہے۔ کامل تیس پاروں کی تفسیر روح البیان، عالمانہ و فاضلانہ، محققانہ و مؤرخانہ بھی ہے۔

حضرت فیض ملت علامہ اویسی صاحب مدظلہ قبلہ نے مہارت تامہ اور محنت شاقہ کے ساتھ فیوض الرحمان کے نام سے تفسیر روح البیان کا مکمل اردو ترجمہ فرمایا ہے آج ہی کامل سیٹ خریدیں اور خریدنے کی ترغیب دیں

ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان)